وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا ترجمان

ماہنامہ وفاق المدارس ملتان

جلد نمبر ۱۹ شمارہ نمبر ۷ رجب المرجب ۱۴۴۳ھ فروری ۲۰۲۲ء

بیاد

شمس العلماء
حضرت مولانا شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ

استاذ العلماء
حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ

محدث العصر
حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ

مفکر اسلام
حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ

جامع المعقول والمنقول
حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ

رئیس المحدثین
حضرت مولانا سلیم اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ

استاذ المحدثین
حضرت مولانا عبد الرزاق اسکندر رحمۃ اللہ علیہ

سرپرست

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم
صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق حقانی مدظلہم
سینئر نائب صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

مدیر اعلیٰ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہم
ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

مدیر

مولانا محمد احمد حافظ

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ

وفاق المدارس العربیہ پاکستان گارڈن ٹاؤن شیر شاہ روڈ ملتان

فون نمبر 061-6514525-6514526-27 فیکس نمبر 061-6539485

Email:wifaqulmadaris@gmial.com web:www.wifaqulmadaris.org

ناشر: حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری ◉ مطبع: اقرا اختر پرنٹنگ پریس پرانی غلہ منڈی بوہڑ گیٹ ملتان

شائع کردہ مرکزی دفتر وفاق المدارس العربیہ گارڈن ٹاؤن شیر شاہ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

دینی مدارس کی روح اور اس کا تحفظ	شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم	۳
دینی مدارس اور وفاق المدارس کی خدمات	شیخ الحدیث مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہم	۹
میڈیا کیا دکھا رہا ہے؟... ایک لمحہ فکریہ	شیخ الحدیث مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہم	۱۸
وفاق المدارس کی درخشندہ روایات کا تسلسل	مولانا طلحہ رحمانی	۲۰
مدینہ مسجد کراچی کے انہدام کا عدالتی فیصلہ	محمد احمد حافظ	۲۹
شرح حدیث کے قدیم اور معاصر مناہج کا تعارف	مفتی ابوالخیر عارف محمود	۴۲
حضرت مولانا افتخار احمد اعظمی رحمۃ اللہ علیہ	ڈاکٹر مولانا خلیل احمد اعظمی	۵۲
خدمات وفاق المدارس کنونشن کراچی	محمد احمد حافظ	۵۵
خدماتِ وفاق المدارس کنونشن کوئٹہ	مولانا سید عبدالرحیم حسینی	۵۸
تبصرہ کتب	محمد احمد حافظ	۶۱

سالانہ بدل اشتراک

بیرون ملک امریکہ، آسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک ۳۰ ڈالر- سعودی عرب، انڈیا اور متحدہ امارات وغیرہ ۲۳ ڈالر- ایران، بنگلہ دیش ۲۰ ڈالر-

اندرون ملک قیمت: فی شمارہ: 30 روپے، زر سالانہ مع ڈاک خرچ: 360 روپے

صدائے وفاق

دینی مدارس کی روح اور اس کا تحفظ

خطاب: شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم العالیہ

صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

ضبط و ترتیب: مولانا راشد حسین

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم العالیہ نے خدمات وفاق المدارس کنونشن (منعقدہ ۲۶؍ربیع الثانی ۱۴۴۳ھ/۲؍دسمبر ۲۰۲۱ء جامعہ اشرفیہ لاہور) میں اہم خطاب فرمایا جس میں اہل مدارس کی وفاق المدارس سے وابستگی، دینی مدارس کے نظام تعلیم کی خصوصیات، دینی مدارس کی اصل روح اور آزادی و بقا پر بصیرت افروز گفتگو فرمائی۔ اس خطاب کے مندرجات اپنی اہمیت کے پیش نظر اس قابل ہیں کہ انہیں حرز جان بنایا جائے اور جن امور کی طرف توجہ دلائی گئی ہے انہیں روبہ عمل لایا جائے۔ اسی تناظر میں اس خطاب کو مطالعے کی غرض سے یہاں پیش کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی سیدنا و مولانا محمد خاتم النبیین و امام المرسلین، وعلی آلہ واصحابہ اجمعین، وعلی کل من تبعھم باحسان الی یوم الدین، امابعد!

حضراتِ علمائے کرام!......السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ بڑی مسرت کا موقع ہے کہ ماشاءاللہ اس وقت جامعہ اشرفیہ لاہور میں مدارس کے مہتممین اتنی بڑی تعداد میں تشریف فرما ہیں، میری اصل چاہت تو یہ تھی کہ میں خود اس موقع پر حاضر ہوتا اور آپ حضرات کی صحبت سے فیض یاب ہوتا، لیکن ایسا عملاً ممکن نہ ہوسکا۔ ماشاءاللہ جامعہ اشرفیہ لاہور ہمارے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے لئے ایک اجتماعی مرکز بن چکا ہے، وہاں ہمارے بہت سے اجلاسات ہوئے ہیں اور جامعہ اشرفیہ لاہور ہمیشہ وفاق المدارس کی ترقی اور اس کے مقاصد کو پورا کرنے کے لیے سرگرم عمل رہنے والا ادارہ ہے۔ میں حضرت مولانا فضل الرحیم صاحب دامت برکاتہم اور جامعہ اشرفیہ لاہور کے دیگر منتظمین اور اساتذہ کرام کا دل سے شکرگزار ہوں کہ انہوں نے ایک ایسا خوبصورت اجتماع یہاں منعقد فرمایا کہ جس کے بارے میں اگر یہ کہا جائے کہ شمالی پنجاب کے مدارسِ دینیہ کی ایک بہت ہی منتخب جماعت یہاں پر موجود ہے تو یہ غلط نہیں ہوگا۔ میں تو خود اس لائق ہوں کہ علمائے کرام سے نصیحت

حاصل کروں، لیکن مجھ سے فرمائش کی گئی ہے کہ میں کچھ کلمات -بذریعہ ٹیلی فون ہی سہی- آپ حضرات کی خدمت میں عرض کردوں۔

اہلِ مدارس کی قابلِ داد استقامت:

میں سب سے پہلے آپ حضرات کو اس پر مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ الحمدللہ آپ حضرات نے مدارس کے موقف کو اور اس کے مقصد کو جس طرح پروان چڑھانے کی کوشش کی ہے اور جس طرح اس پر استقامت کا مظاہرہ فرمایا ہے، وہ واقعی قابلِ داد ہے۔ایک ایسے موقع پر جبکہ سب کو معلوم ہے کہ اس بات کی بھرپور کوششیں ہو رہی ہیں کہ وفاق المدارس العربیہ جو مدارسِ دینیہ کا ایک مثالی ادارہ ہے اور جس سے تئیس ہزار سے زیادہ مدارس منسلک ہیں، اسے کسی طرح ٹوٹ پھوٹ سے دوچار کیا جائے تاکہ مدارس کی آزادی وخودمختاری کو ختم کیا جاسکے۔اس مقصد کیلئے طرح طرح کے لالچ اور دھمکیاں دی جارہی ہیں۔خاص طور سے ہمارے دیہات اور قصبات کے مدارس کو طرح طرح کے لالچ دیے گئے ہیں اور بعض اوقات سننے میں آیا کہ انہیں دھمکیاں بھی دی گئی ہیں، لیکن ماشاءاللہ آپ حضرات نے جس عزم وہمت اور استقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے اکابر کے ساتھ منسلک رہنے کو ہر قیمت پر اپنی ترجیح بنایا ہے، تو میں اس پر آپ سب حضرات کو تہِ دل سے مبارک باد پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالی اپنے فضل وکرم سے آپ کو دنیا وآخرت میں اس کا بہترین اجر عطا فرمائے۔

علم اور عمل دونوں کا جامع نظامِ تعلیم:

خوب سمجھ لیں کہ ہمارے مدارس کا مقصد کوئی دنیا کمانا نہیں ہے، ہمارے مدارس کا بنیادی مقصد علمِ دین کی آبیاری ہے اور اس مقصد کے لئے ایسے لوگ تیار کرنا ہے جو نہ صرف یہ کہ دین کے علوم سے واقف ہوں بلکہ اس میں محقق بھی ہوں او وہ صرف علم میں ہی نہیں بلکہ عمل کے اعتبار سے بھی پختہ مسلمان ہوں۔علم اپنی ذات میں کوئی بہت بڑی فضیلت کی چیز نہیں ہے، علم اگر بذاتِ خود باعثِ فضیلت ہوتا تو بہت سے مستشرقین جو علوم اسلامیہ پر بڑے تحقیقی کام کررہے ہیں، اگر آپ ان کے مقالات پڑھیں تو ان میں آپ کو حوالے کے طور ایسی ایسی کتابوں کے نام ملیں گے جنہیں بعض اوقات ہمارے مدارس کے اہل علم کو شاید دیکھنے کی نوبت بھی نہ آئی ہو۔وہ لوگ علم کی دھن میں عمریں صرف کررہے ہیں، لیکن اس علم کا کیا حاصل کہ جس کے سمندر میں انسان غوطے لگائے لیکن اپنے لب بھی تر نہ کرسکے، جو علم انسان کو ایمان عطا نہ کرے تو ایسا علم انسان کے لئے فضیلت کا باعث ہونے کے بجائے الٹا اس کے لئے جہنم کا راستہ اور کفر کی بات ہے۔خود ہمارے دور میں بہت سے حضرات ایسے ہیں جو بظاہر دیکھنے میں بڑے صاحبِ علم

معلوم ہوتے ہیں، بڑی بڑی کتابیں انہوں نے پڑھی ہوئی ہیں اور عربی زبان کے بھی ماہر ہیں، لیکن اپنی فکر وسوچ کے اعتبار سے وہ جمہور کے راستے سے ہٹے ہوئے ہیں۔

علمے کہ راہِ حق نہ نماید جہالت است:

یہ کمزوری تو ہم سب میں پائی جاتی ہے اور میں اپنی بات بھی کہتا ہوں کہ ہم جو علم حاصل کر رہے ہیں یا جو علم پڑھ رہے ہیں اور پڑھا رہے ہیں، اس پر کماحقہٗ عمل یعنی اتباع سنت کا اہتمام کم از کم میں اپنے اندر پوری طرح نہیں پاتا۔ بہت سے حضرات ایسے ہیں کہ علم کی زیادتی کی طرف تو ان کی توجہ ہوتی ہے لیکن علم پر عمل اور اتباعِ سنت کی طرف ان کی اتنی توجہ نہیں ہوتی۔ یاد رکھیں کہ جو علم انسان کو اتباعِ سنت کی طرف نہ لے جائے وہ علم کوئی زیادہ باعث فضیلت نہیں ہوتا۔ ہمارے اکابر نے دارالعلوم دیوبند کے ذریعے جو نظام تعلیم قائم فرمایا، اس میں جہاں ایک طرف اس بات کا خصوصی خیال رکھا گیا ہے کہ لوگوں میں علوم اسلامیہ کے اندر اچھی استعداد پیدا ہو، وہیں اس بات کی کوشش بھی کی گئی کہ اس کے ذریعے عمل میں بھی پختگی پیدا ہو۔

عصری جامعات اور مدارس کے نظامِ تعلیم کا فرق:

اگر آپ ہمارے زمانے کی یونیورسٹیوں اور کالجوں کو دیکھیں تو وہاں تمام موضوعات پر اور خاص طور پر اسلامیات کے موضوع پر لیکچر تو ہوتے ہیں اور ان لیکچروں کے ذریعے معلومات بھی فراہم کی جاتی ہیں، لیکن آیا انسان کے اندر اتنی استعداد پیدا ہوئی ہے کہ جو مضمون اس کو پڑھایا گیا ہے اس کے اصل مأخذ سے رجوع کر کے ان سے استفادہ کر سکے، اس کی مثالیں کم ملتی ہیں۔ ہمارے یہاں دارالعلوم دیوبند کے ذریعے جو نظام تعلیم دیا گیا ہے، اس میں ایک طرف علم پڑھانا ہے، لیکن علم کے ساتھ ساتھ طالب علم کی کتاب سے ایسی مناسبت پیدا کرنی مقصود ہوتی ہے کہ اگر وہ خود اس کتاب کے یا اس مضمون کے اصل ماخذ کی طرف رجوع کرنا چاہے تو اس کی استعداد مکمل ہو اور اس سے کماحقہٗ استفادہ کر سکے۔ لیکچروں کے ذریعے مضامین بیشک حاصل ہو جاتے ہیں لیکن جب تک کتاب سے ربط پیدا نہ ہو اس وقت تک انسان کے اندر وہ استعداد پیدا نہیں ہوتی کہ وہ پھر آگے چل کر اس کے اصل مأخذ سے استفادہ کر سکے۔

ہمارے مدارس کے نظامِ تعلیم میں ایک طرف تو علم کی گہرائی اور کتاب سے وابستگی پیدا کرنا مقصود رہا ہے اور دوسری طرف یہ مقصود رہا ہے کہ جو کچھ علم دین پڑھ رہے ہیں اس پر عمل کرنے کا جذبہ پیدا ہو اور ایسے لوگ تیار ہوں جن کا اللہ جل جلالہٗ سے مضبوط تعلق ہو، اور جو زندگی کے ہر معاملے میں نبی کریم سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت

کی اتباع کی کوشش کرتے ہوں۔ چاہے وہ عبادات کا معاملہ ہو یا معاملات کا، چاہے معاشرت کے پہلو ہوں یا اخلاقیات کے،غرض ہر ہر چیز میں اتباعِ سنت کے مطابق زندگی گزارنے والے ہوں۔ان دونوں چیزوں (یعنی علم میں رسوخ اور عمل میں پختگی) کا امتزاج لے کر دارالعلوم دیوبند کی تحریک شروع ہوئی تھی اور اس کے نتیجے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایسی شخصیتیں پیدا فرمائیں جو ایک طرف علم وفضل کے پہاڑ تھے اور دوسری طرف اتباعِ سنت کی عملی تصویر۔آج بھی یہی ایک راستہ ہے جس کے ذریعے ہم دین کی صحیح سمجھ اور اس پر عمل کرنے کے لیے خود بھی تیار ہو سکتے ہیں اور لوگوں کو بھی تیار کر سکتے ہیں،یہی دراصل مدارس کی اصل روح ہے،اسی میں مدارس کی کامیابی مضمر ہے۔

دینی مدارس کی آزادی وخودمختاری کی اہمیت:

دینی مدارس کی یہ روح اس وقت تک صحیح معنی میں پیدا نہیں ہوسکتی، جب تک کہ مدارس اپنی تعلیم،اپنے نظام، اپنے نصاب اور اپنے طریقہ کار کے متعین کرنے میں آزاد اور خودمختار نہ ہوں۔اگر ان کے اوپر کوئی بیرونی طاقت یا بیرونی غلبہ اس طرح مسلط ہو جائے کہ وہ ان کے مزاج ومقاصد سے پوری طرح واقف نہ ہونے کے باوجود اپنے آپ کو ان مدارس پر مسلط کرے یا اپنا من مانا نصاب اور نظام مسلط کرنا چاہے اور اس کے ذریعے ہمارے مدارس کی روح کو فنا کرنے کی کوشش کرے تو یہ بات ہمیں کسی قیمت پر قابل قبول نہیں ہے۔الحمدللہ وفاق المدارس سے منسلک ۲۳ رہزار کے قریب مدارس نے اس معاملے میں مکمل استقامت کا اظہار کیا ہے اور یہ جو آج کا اجتماع یہاں پر موجود ہے، یہ بھی اس بات پر اپنے عزم کا اعادہ کرنے کے ساتھ ساتھ اس لیے بھی جمع ہے کہ ہم ساتھ بیٹھ کر اپنی کمزوریوں پر نظر ڈالیں اور ان کو پیش نظر رکھیں۔جس جس جہت میں ہمارے اندر کمزوری پائی جاتی ہے اس کو دور کرنے کی کوشش کریں اور اپنے نصاب ونظام کے اصل مقصد کی طرف بڑھنے کی پوری کوشش کریں۔

ہمیں اپنی حقیقت اور اپنے مدارس کی روح کو سمجھنا چاہیے:

یہاں اس اجتماع میں ماشاءاللہ بڑے بڑے اہل علم موجود ہیں، وفاق المدارس کے ناظمِ اعلیٰ مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب تشریف فرما ہیں، اسی طرح ہمارے بہت ہی قابلِ احترام سرپرست حضرت مولانا فضل الرحیم صاحب مدظلہم سے بھی امید ہے کہ وہ بھی تشریف رکھتے ہوں گے اور ان کے مواعظِ حسنہ سے بھی اجتماع مستفید ہوا ہوگا۔میرا پیغام تو صرف اتنا ہے کہ ہم اپنی حقیقت کو اور اپنے مدارس کی روح کو سمجھیں اور اس کے ساتھ ساتھ ہمارے اندر اگر کوئی کوتاہی پائی جاتی ہے، چاہے وہ علمی کوتاہی ہو یا عملی کوتاہی،اس کی طرف بھی توجہ دیں۔ ہمارے دارالعلوم دیوبند کا جو مایہ امتیاز ہے، وہ یہ کہ وہاں صرف علم نہیں پڑھایا جاتا تھا بلکہ علم سکھایا بھی جاتا تھا اور اس کی

تربیت بھی دی جاتی تھی۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ دارالعلوم دیوبند جس سال قائم ہوا اس کی تاریخ کو محفوظ کرنے کے لئے لوگوں نے جو تاریخی جملہ کہا تھا، وہ یہ تھا کہ: در مدرسہ خانقاہ دیدیم!

در مدرسہ خانقاہ دیدیم:

اس مصرعے سے دارالعلوم دیوبند کی تاریخ نکلتی ہے، اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے مدرسہ میں خانقاہ دیکھی ہے، یعنی ایک طرف یہ مدرسہ ہے اور دوسری طرف تربیت اور تزکیہ کی خانقاہ بھی ہے۔ میرے دادا حضرت مولانا محمد یاسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم دیوبند کے ہم عمر تھے یعنی جس سال دارالعلوم دیوبند قائم ہوا اسی سال ان کی پیدائش ہوئی تھی اور وہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ تعالی کے ہم سبق بھی تھے، ان کا ایک مقولہ جو میں بار بار عرض کرتا رہتا ہوں اور بار بار اعادہ کرنے کو مفید بھی سمجھتا ہوں، وہ فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے دارالعلوم دیوبند کا وہ زمانہ بھی دیکھا ہے کہ ہر شخص صاحب نسبت ولی اللہ تھا۔ شیخ الحدیث درس دے رہا ہے اور چوکیدار چوکیداری کر رہا ہے لیکن دونوں کی زبان اللہ کے ذکر سے تر ہے اور دونوں صاحب نسبت ولی اللہ ہیں۔ یہ ہمارے مدارس کی ایک بہت بڑی روح ہے اور اس روح کو محفوظ رکھنے، اسے آگے بڑھانے کی اس کو مزید ترقی کرنے کی ضرورت ہے۔

مدارس میں اکابر کی سوانح پڑھنے کی اہمیت اور چند اہم سوانح:

میں تمام حضرات مہتممین سے ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اپنے مدرسے کے اندر کوئی نہ کوئی وقت ایسا ضرور رکھیں جس میں اساتذہ اور طلبہ ہمارے اکابر علمائے دیوبند کی سوانح یا ان کے ملفوظات پڑھنے کا اہتمام کریں۔ ہمارے یہاں ایک مسئلہ یہ ہے کہ ہم اکابر کے حالات سے واقفیت حاصل نہیں کرتے، جس کی وجہ سے ان اکابر کا مزاج و مذاق بھی منتقل نہیں ہو پاتا۔ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ تک اور علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تک، ہمارے جتنے اکابر گزرے، ان سب کی سوانح اور حالات سے اب بے خبری بہت عام ہو رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ مدارس کے اندر کوئی نہ کوئی وقت ایسا نکالا جائے، جس میں ان بزرگوں کے حالات پڑھے جائیں۔

مثال کے طور پر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ''آپ بیتی'' انتہائی مفید کتاب ہے اور مدارس کے مزاج کو سمجھنے کے لئے بڑی اہم ہے، اسی طرح حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی ''تذکرۃ الرشید''، حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی ''حیات شیخ

الہند‘‘، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی ’’اشرف السوانح‘‘، حضرت مولانا حسین احمد مدنی قدس اللہ سرہ کی سوانح، جو ’’نقش حیات‘‘ کے نام سے شائع ہوئی ہے، اس میں اگرچہ زیادہ تر حضرت کی سیاسی سرگرمیوں کا ذکر ہے، لیکن حضرت مولانا عبدالشکور ترمذی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح "معارفِ مدنی" کے نام سے مرتب فرمائی ہے، جس میں حضرت رحمہ اللہ کے علمی و عملی اور روحانی افادات کو جمع کیا گیا ہے، وہ بھی بہت اہم ہے، اسے پڑھنا چاہیے۔

اسی طرح ہمارے جو قریب کے بزرگ گزرے ہیں جیسے حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب رحمہ اللہ، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ یہ سب حضرات ایک طرف علم کے بھی پہاڑ تھے اور اس کے ساتھ ساتھ تزکیہ میں بھی اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔ اسی طرح قریب کے زمانے میں ہمارے جو دیگر بزرگ گزرے ہیں اور جن کی صحبت سے بہت زیادہ لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے، چاہے وہ علم کے اعتبار سے معروف ہوں یا افادات اور تزکیہ کے لحاظ سے مشہور ہوں، ان کی سوانح اور ان کے ملفوظات بھی پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا درخواستی رحمۃ اللہ علیہ، ان سب حضرات کے افادات اور تزکیہ کی ہدایات ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔ اگر ہمارے مدارس میں یہ سلسلہ شروع کیا جائے اور اس کا اہتمام کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم اپنے مدارس کی اصل روح اور اصل مقصد کی طرف بڑھیں گے اور ان شاء اللہ اس میں کامیابی حاصل کریں گے۔

یہ چند گذارشات آپ حضرات سے کرنی تھیں، تاہم ان سب باتوں سے زیادہ میں آپ حضرات سے اس بات کی درخواست کرتا ہوں کہ مجھے ہمیشہ اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور یہ بھی دعا کریں کہ وفاق المدارس کی جو ذمہ داری آپ حضرات نے مجھ پر ڈالی ہے، اسے اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی رضائے کامل کے مطابق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اصل کام کرنے والے تو ماشاء اللہ مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب اور ہمارے ناظمین ومسئولین ہیں، لیکن بہرحال ان کی ذمہ داری بھی میرے اوپر رکھی گئی ہے، اس لئے میں ڈرتا ہوں کہ خدانخواستہ اگر اس ذمہ داری کی ادائیگی میں مجھ سے کوئی کوتاہی ہوئی اور اس سے مدارس کو کوئی نقصان پہنچا تو میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا جواب دہ ہوں گا، لہٰذا آپ حضرات سے درخواست ہے کہ میرے لیے خاص طور پر دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے یہ ذمہ داری اپنی رضائے کامل کے مطابق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس امانت میں کوئی خیانت نہ ہو۔ آپ میرے لیے دنیا اور آخرت دونوں کے لحاظ سے دعا فرمائیں، کہ اللہ تعالیٰ میری مغفرت فرمائے، میں آپ حضرات سے حیاً ومیتاً دعاؤں کا خواستگار رہوں۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔ ☆☆

دینی مدارس اور وفاق المدارس کی خدمات

شیخ الحدیث مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب مدظلہم

ضبط وترتیب سعداللہ سعدی

۶؍جنوری۲۰۲۲ءکووفاق المدارس العربیہ پاکستان کے زیر اہتمام جامعہ امدادیہ کوئٹہ میں عظیم الشان ’’خدمات وفاق المدارس کنونشن‘‘ منعقد ہوا، جس میں اکابر وفاق سمیت حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہ العالی ناظم اعلیٰ وفاق المدارس نے معلومات آفریں خطاب فرمایا، جسے افادہ عام کے لیے شائع کیا جارہا ہے۔(ادارہ)

خطبہ مسنونہ کے بعد:

قابل احترام واجب الاکرام ممتاز علمائے کرام، شرکائے اجتماع!......السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

میں سب سے پہلے جامعہ امدادیہ کوئٹہ کے مہتمم حضرت مولانا قاری نورالدین صاحب دامت برکاتہم اور آپ تمام حضرات کا فرداً فرداً وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جامعہ امدادیہ نے دل ونگاہ بچھائے، میزبانی قبول فرمائی اور آپ حضرات سخت سردی کے موسم کے باوجود قریب اور دور سے، اور بلوچستان کے دشوار گزار علاقوں سے یہاں تشریف لائے، اس اجتماع کو رونق بخشی، اللہ تبارک وتعالی آپ کو اس کی بہترین جزاء نصیب فرمائے۔ میں بھی آپ کی برکات کو حاصل کرنے کے لیے اس اجتماع میں شریک ہونے کے لیے، آپ کی ملاقات وزیارت کا شرف حاصل کرنے کے لیے گزشتہ روز دن کو دو بجے ملتان سے لاہور گیا، وہاں رات کے دس بجے جہاز پر روانہ ہوکر گیارہ بجے کراچی پہنچا، قیام گاہ پر پہنچتے اور سوتے رات کے دو بج گئے، اور نماز فجر کے بعد شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی قیادت میں یہ قافلہ کراچی سے بذریعہ جہاز روانہ ہوکر کوئٹہ پہنچا، میں نے آپ کی ملاقات کے لیے بڑی مشقت اٹھائی ہے، اور میں صرف آپ کی برکت حاصل کرنے کے لیے اس نیت سے آیا کہ بلوچستان کو مادی اعتبار سے مرکزی اور صوبائی حکومتوں سے گلے وشکوے ہوں گے وہ بجا ہیں، اس میں محرومی کا احساس ہے، اس کے حقوق اس کو نہیں دیے جارہے۔ مگر وفاق المدارس...... الحمدللہ!...... تعلیمی ودینی اعتبار سے اور آپ کی خدمات کے حوالے سے آپ کو سلام پیش کرتا ہے کہ آپ پسماندہ نہیں بلکہ آگے ہیں، آپ کو اس حوالے سے کوئی پسماندگی کا احساس نہ ہو۔

حضرت مولانا امداداللہ صاحب نے فرمایا کہ پورے بلوچستان میں وفاق کے دو امتحانی سینٹر ہوتے تھے، اب

ماشاءاللہ بیسیوں نہیں سینکڑوں سینٹر ہیں۔ دینی وتعلیمی میدان میں بھی الحمدللہ بلوچستان ترقی کررہاہے۔ بلوچستان کے مدارس کے طلبہ وطالبات کو جوآج وفاق کی طرف سے انعامات دیے گئے وہ اس کے ثبوت اور دلیل ہیں۔آپ حالاں کہ مادی اعتبار سے پسماندہ علاقے میں ہیں لیکن۔الحمدللہ آپ کے ان مدرسوں کے طلبہ وفاق کے تحت امتحانات میں کراچی، لاہور، اسلام آباد، پشاور، ملتان، فیصل آباد اور ملک کے دیگر شہروں کے مدرسوں کے طلبہ سے مقابلہ بھی کرتے اور کبھی آگے بھی نکل جاتے ہیں۔ جہاں کے مدارس میں سہولتیں یہاں کی بنسبت کم ہے، بعض جگہوں میں شاید زیادہ ہو۔سبحان اللہ!۔

میری گفتگو کے چار موضوعات:

مجھے آپ سے چار موضوعات پر بات کرنی ہے، پہلا موضوع: مدارس کی خدمات

دوسرا موضوع: وفاق المدارس کی خدمات

تیسرا موضوع: دینی مدارس پر لگائے گئے الزامات کی حقیقت

اور چوتھا موضوع مدارس کے لیے موجودہ دور میں چیلنجز۔

دینی مدارس کی خدمات:...... مدارس کی خدمات کی طرف اس لیے متوجہ کررہاہوں، تاکہ آپ جمعہ، عیدین وغیرہ کے اجتماعات میں سالانہ دینی مدارس کے پروگراموں میں دینی مدارس کی خدمات بار بار بیان کیا کریں، تاکہ عوام کے ذہنوں میں دینی مدارس کی خدمات علی وجہ البصیرت جگہ پالے، ان مدارس کی خدمات اسلام کی تاریخ کا روشن باب ہے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ مدرسہ دارالعلوم دیوبند کے بعد وجود میں آیا......نہیں، مدرسہ اس دن بنا جس دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی غار حرا میں (**اقراء باسم ربک الذی خلق**) نازل ہوئی ہے، سبحان اللہ!۔

مدرسہ کب بنا؟......جس دن جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا آغاز ہوا، مدرسہ اس دن بنا جس دن **اقراء باسم ربک الذی خلق**، نازل ہوا، صرف اقراء نہیں، اقراء کے ساتھ باسم ربک الذی خلق پڑھنا بھی ہے، پڑھنا بھی وہ جس سے رب کی پہچان ہو، جس سے خالق کی پہچان ہو، جس سے مالک کا تعارف ہو، جب یہ آیتیں جناب نبی کریم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئیں، غار حرا میں مکۃ المکرّمہ میں نازل ہوئیں اسی دن مدرسہ وجود میں آیا، اور اسلام کا سب سے پہلا مدرسہ غار حرا بنا۔

اس لیے میرے دوستو! جتنی پرانی تاریخ اسلام کی ہے اتنی پرانی تاریخ مدرسے کی ہے، جس دن دنیا میں اسلام آیا اسی دن دنیا میں مدرسہ آیا، مدرسہ اور اسلام لازم اور ملزوم ہے، مدرسہ اور اسلام ایک دوسرے سے جڑے ہوئے

ہیں مدرسے کو اسلام سے اور اسلام کو مدرسے سے جدا نہیں کیا جاسکتا۔ اس لیے آج دنیا کے جن ملکوں میں مدرسہ نہیں ہے، وہاں نام کا اسلام ہے حقیقت کا اسلام نہیں ہے۔ اسلام کی روح نہیں ہے، اور جہاں مدرسہ موجود ہے وہاں اسلام حقیقت اور روح کے ساتھ موجود ہے۔ اسلام کی تاریخ چودہ سو سال زیادہ عرصے پر محیط ہے، مدرسے کی خدمات بھی چودہ سو سال سے زیادہ عرصے پر محیط ہے، اسلام اور مدرسہ اکھٹے چلے ہیں، ساتھ ساتھ چلے ہیں، نبوت اور مدرسہ ساتھ ساتھ چلے ہیں، اس لیے کہ اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اور بعثت کا مقصد جو بیان کیا:

لقد من اللّٰہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلو علیھم آیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ

یہ مقاصد بعثتِ پیغمبر ہیں، اور مدرسے کے مقاصد بھی یہی ہیں۔ اس کا شعبہ تحفیظ تلاوت آیات، قرآن کی تجوید وتحفیظ کی خدمت کررہا ہے، درس نظامی کا شعبہ تعلیم کتاب دے رہا ہے، تعلیم حکمت وبصیرت دے رہا ہے، اور پھر اس کا تربیتی نظام جو ہے وہ تزکیہ کررہا ہے، اس لیے پیغمبر کی نبوت جس دن دنیا میں آئی اسی دن مدرسہ بھی وجود میں آ گیا، نبوت دار ارقم جاتی ہے مدرسہ بھی دارارقم میں جاتا ہے، نبوت مکہ سے مدینہ آتی ہے، مدرسہ بھی مکہ سے مدینے آجاتا ہے، اگر بیت اللہ اور غارِ حرا مکے میں مدرسہ بنتا ہے، مسجد نبوی جب بنتی ہے تو وہی صفہ چبوترے پر مدرسہ بھی وجود میں آجاتا ہے، اس لیے لوگوں کو بتاؤ مدرسہ کیا ہے؟ مدرسہ یہ اسلام کی تعلیم کی مرکز کا نام ہے، اس لیے ہم کہتے ہیں اگر اسلام چاہیے تو پھر مدرسہ بھی ضروری ہے، اور اگر ریاست مدینہ کی بات کرتے ہو، تو ریاست مدینے کا تصور مدرسے اور مسجد کے بغیر نظر نہیں آتا۔ وہ ریاست، ریاست مدینہ کہلانے کی کبھی حقدار نہیں بن سکتی جہاں مدرسہ نہ ہو، اور جہاں پر مسجد نہ ہو۔ مسجد کو گرانے کا آڈر کیا جائے اور پھر ریاست مدینہ کی بات کی جائے، شرم آنی چاہیے۔ مدرسہ نئی چیز نہیں ہے، مدرسہ ایک تاریخ رکھتا ہے، اور وہ تاریخ چودہ سو سال سے زیادہ عرصے پر محیط ہے، یہ جمعہ جمعہ آٹھ دن میں مدرسہ نہیں بنا۔

مدرسہ نے انسانیت کو کیا دیا؟

اس مدرسے نے انسانیت کو کیا دیا؟...... میں آسان لفظوں میں یہ کہتا ہوں! کہ اس مدرسے نے انسانیت کو انسانیت کا درس دیا، اور مختصر لفظوں میں کہتا ہوں کہ مدرسہ نہ ہوتا تو مجھے پتہ نہ چلتا اللہ کون ہے؟ مجھے اللہ تعالیٰ کا تعارف مدرسے نے کرایا، مدرسہ نہ ہوتا مجھے پتہ نہ چلتا کہ پیغمبر اور انبیاء کیا ہیں؟ نبیوں اور پیغمبروں کا تعارف مجھے مدرسے نے کرایا، مدرسہ نہ ہوتا مجھے پتہ نہ چلتا ختم نبوت کیا ہے؟ ختم نبوت کا تعارف مدرسے نے کرایا ہے، مدرسہ نہ

ہوتا تو مجھے صحابہ کا پتہ نہ چلتا صحابہ کون ہے؟ صحابہ کا تعارف مجھے مدرسے نے کرایا، مدرسہ نہ ہوتا مجھے پتہ نہ چلتا تابعین کون ہیں؟ تبع تابعین کون ہیں؟ محدث کون ہیں؟ فقہاء کیا ہے؟ مجتہد کیا ہے؟ قرآن کیا ہے؟ سنت کیا ہے؟ شریعت کیا ہے؟ حلال کیا ہے؟ حرام کیا ہے؟ جائز کیا ہے؟ ناجائز کیا ہے، فرض کیا ہے، واجب کیا ہے، سنت کیا ہے، مستحب کیا ہے، نفل کیا ہے، موت کیا ہے، زندگی کیا ہے، عالم برزخ کیا ہے، عالم ارواح کیا ہے، عالم دنیا کیا ہے، قیامت کا حساب وکتاب کیا ہے، وزن اعمال کیا ہے، عدل وانصاف کیا ہے، جنت اور جہنم کیا ہے، مدرسہ نہ ہوتا مجھے ان تمام میں سے کسی چیز کا پتہ نہ چلتا، یہ بھی پتہ نہ چلتا کہ میں کہاں سے آیا، کیوں آیا؟ میں نے جانا کہاں ہے، میری منزل کہاں؟ یہ مجھے مدرسے نے بتایا کہ حنیف تو کہاں سے آیا، تجھے کہاں جانا ہے، تیری منزل کیا ہے، مدرسہ نہ ہوتا پتہ نہ چلتا، قبر میں کیا ہوگا؟ حشر میں کیا ہوگا؟ صراط مستقیم کیا ہے، ہدایت کیا ہے، دعوت کیا ہے، تبلیغ کیا ہے، جہاد کیا ہے، نماز کیا ہے، روزہ کیا ہے، زکوۃ کیا ہے، حج کیا ہے؟ مجھے جہاد بتایا مدرسے نے، دعوت وتبلغ سکھائی مدرسے نے، اسلامی سیاست سکھائی مدرسے نے، قرآن وسنت کا پتہ بتایا مدرسے نے، تزکیہ بتایا مدرسے نے، مدرسے نے مجھے بتایا کہ تو کون ہے اور تیرا مقصد زندگی کیا ہے؟ اگر مدرسہ نہ ہوتا شاید میں اور آپ مسلمان بھی نہ ہوتے، اور اگر پیدائشی مسلمان تو ہوگئے مگر ہمیں پتہ نہ چلتا طہارت کیا ہے، ناپاکی کیا ہے؟ ہمیں وضو کا طریقہ مدرسے نے سکھایا۔

میرے دوستو! مدرسے کی خدمات اپنے ممبر ومحراب سے بیان کیا کرو۔ جتنے مدارس کے خلاف تحریکیں ہیں یہ دراصل اسلام کے خلاف ہے، بین الاقوامی اور استعماری طاقتیں ہیں جنہوں نے مدرسے کو ہدف بنایا ہے، ہم بار بار مدرسے کی خدمات بیان کریں گے تو ان کو جواب بھی ملے گا، اور ہمارے لوگوں کو پتہ بھی چلے گا کہ مدرسہ کیا ہے۔

مدرسہ کی روشن خدمات:

پہلی خدمت:......قرآن وسنت، شریعت، نبوت اور وحی کے تمام علوم سب کے درجے میں اللہ نے محفوظ کرائے ہیں مدرسے کے ذریعے، بسم اللہ کی "ب" سے والناس کے "سین" کے صرف الفاظ ہی نہیں، پورے معنیٰ قرآن کے سارے علوم حضورؐ کی تمام احادیث، حضور کی تمام سنتیں، حضورؐ کے تمام ارشادات آج اصل مکمل شکل میں محفوظ ہیں مدرسے کی برکت سے، مدرسے نے کردار ادا کیا ہے دینی علوم کی حفاظت میں۔

دوسری خدمت:......صرف حفاظت نہیں اشاعت بھی کی ہے، سنبھال کر نہیں رکھا، آگے بھی پہنچایا ہے، اس کے تعلیم وتعلم، درس وتدریس اگرچہ مارکیٹ میں دنیا نے قیمت نہیں لگائی اس نے کہا مجھے تم سے قیمت نہیں چاہیے اللہ

سے چاہیے۔(لا اسئالکم علیه اجراً ان اجری الا علی اللّٰه)۔

تیسری خدمت:......مدرسے نے نہ صرف پاکستان بلکہ پوری دنیا کوقرآن کے حافظ،قرآن کے قاری،دین کے عالم،مؤذن،امام اورخطیب مدرسے نے دیا ہے۔رمضان آرہاہے اگرہم یہ کہہ دیں مدرسوں میں پڑھے ہوئے حافظ تراویح میں قرآن نہیں سنائیں گے، وزیراعلی بلوچستان اس کا انتظام کرے،اس بار مسجدوں میں وہ حافظ قرآن سنائیں گے جوسکولوں میں تیار ہوئے ہوں،تو کیا کہیں کسی مسجد میں مکمل قرآن کی تراویح ہوگی؟ شاید ایک دوحافظ،یا شاید وہ بھی نہ ملے کہ قرآن سنائیں۔ان کوتو سورۃ اخلاص نہیں آتی،وزیر داخلہ کونہیں آتی،جب مجھ سے اس بارے پوچھا گیا، میں نے کہا کہ وزیر داخلہ مدرسے میں داخلہ لے لے،ہم پورے اخلاص کے ساتھ سورۃ اخلاص سمیت پورا قرآن سکھائیں گے۔انگلینڈ کے وزیر خارجہ ہمارے ہاں آئے، مدرسے کے حوالے سے میں نے رپورٹ پیش کی،اور کہا جناب! مدرسے آپ کے انگلینڈ کی بھی خدمت کرتے ہیں،انہوں نے پوچھا کیسے؟ میں نے کہا کہ برطانیہ میں جومسلمان رہتے ہیں،ان کی دینی ضرورتوں کو پاکستان کا پڑھا ہوا مولوی پورا کررہاہے۔ وہ آپ کے ملک کے عوام کی بھی خدمت کررہے ہیں۔ مدرسے نے تمام علوم کی حفاظت کی،تمام علوم اسلامی کی اشاعت کی، افراد مہیا کیے،رجال کار مہیا کیے۔

چوتھی خدمت:......مدرسے نے غریب کو جہالت کے اندھیروں سے نکال کرعلم کی روشنی عطا کی ہے۔اگر مدرسہ نہ ہوتا غریب کا بچہ تو پڑھ ہی نہیں سکتا جاہل رہتا، اس لیے کہ گورنمنٹ کے سکولوں میں تعلیم نہیں ہے، پرائیویٹ سکولوں میں تعلیم تجارت بن گئی ہے،بیچی جاتی ہے،فیسیں زیادہ ہیں، اگر مدرسہ نہ ہوتا غریب کے بچے اور متوسط طبقے کے بچے کو پتہ ہی نہیں ہوتا کہ علم کیا ہے؟

پانچویں خدمت:......ملکی شرح خواندگی میں مدرسہ کردار ادا کررہاہے،تعلیم کا فروغ کررہے ہیں،آج بھی پاکستان کے کتنے ایسے علاقے ہیں جہاں کوئی پرائمری سکول نہیں، مڈل سکول نہیں، وہاں کوئی کالج نہیں، یونیورسٹی کا نام ونشاں نہیں،آپ کے بلوچستان کے کتنے پہاڑ ہیں، کتنے پسماندہ علاقے ہیں، جہاں نام ونشاں کسی سکول کا نہیں، لیکن وہاں الحمدللہ! مسجد ومدرسہ یا مکتب موجود ہے جو اپنے علاقے کے بچوں اور بچیوں کو جہالت کے اندھیروں سے نکال کر قرآن کی روشنی دے رہا ہے۔

چھٹی خدمت:......بلوچ، پٹھان، پنجابی، سرائیکی، سندھی، مہاجر اور مختلف زبانیں بولنے والے لوگوں کو مدرسے نے ایک چھت کے نیچے پڑھایا بھی اور ایک چھت کے نیچے رکھا بھی، آپ پاکستان کے کسی بھی کونے میں چلے جائیں، مدرسے نے قومی اور ملی وحدت کو مضبوط کرنے میں اپنا کردار ادا کیا ہے، مدرسے نے زبان کی بنیاد پر،

لسانیت، علاقائیت اور صوبے کی بنیاد پر جو نفرت پھیلاتے تھے، ان کے آگے کھڑے ہو کر اسلام کی محبت کا پیغام، اخوت و بھائی چارے کا پیغام آگے بڑھایا ہے، اور اس نے پاکستان کو ایک قوم بنانے کی کوشش کی ہے۔

ساتویں خدمت:...... مدرسے نے عورتوں میں تعلیم کو عام کیا ہے، ابھی وفاق کی خدمات میں بتاؤں گا کہ بنین کے مدرسے کم ہیں، بنات کے زیادہ ہیں، کہتے ہیں مولوی عورت کی تعلیم کا دشمن ہے، حالاں کہ انہوں نے عورتوں کی تعلیم میں اتنی ترقی نہیں کی ہے جتنی ہم نے کی ہے۔ ہمارے ہاں تعداد حکومت سے زیادہ ہے، سکولوں کے سینٹر سے ہمارے سینٹر تناسب کے اعتبار سے زیادہ ہے۔

آٹھویں خدمت:...... میرے دوستو! اس مدرسے نے برصغیر کی آزادی میں کردار ادا کیا ہے، یہ برصغیر آزاد نہ ہوتا، انگریز یہاں سے نہ نکلتا اگر آپ کے مدرسوں کے پڑھے ہوئے علماء میدان میں نہ آتے۔ اکیلا شیخ الہند ایک طرف اور باقی تمام ایک طرف۔ برصغیر کی آزادی میں مدرسے کا کردار ہے، اس قوم کو غلامی سے نکالا ہے، اور پھر آپ کے پاکستان کے قیام میں مدرسے کا کردار ہے، مدرسوں کے پڑھے ہوئے پاکستان کے قیام کی تحریک کا ساتھ نہ دیتے کبھی پاکستان آزاد نہ ہوتا، اسی لیے پہلا جھنڈا علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے کراچی میں، مولانا ظفر احمد عثمانیؒ نے ڈھاکے میں لہرایا تھا۔ جو قائداعظم کی طرف سے اعلان و اقرار تھا کہ اگر یہ علماء نہ ہوتے پاکستان کبھی نہ بنتا۔

نویں خدمت:...... مدرسے کے علماء نے قرارداد مقاصد کی صورت میں پاکستان کا قبلہ متعین کیا، پاکستان کے پہلے آئین کی بنیاد آپ کے مدرسوں نے اور علما نے رکھی۔

دسویں خدمت:...... ختم نبوت کا مسئلہ آپ کے مدرسوں کے علماء نے حل کروایا۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت علمائے کرام نے کروایا۔ پاکستان کے استحکام میں انہوں نے کردار ادا کیا۔ اور حال ہی میں جو دہشتگردی کے خلاف، مسلح جدوجہد کے خلاف آپ کے علماء، جمعیت علمائے اسلام اور وفاق المدارس نے لاہور میں تین سو اجتماع کر کے، پشاور میں اجتماع کر کے اس پاکستان کی حفاظت کے لیے اور اسلام کے حقیقی پیغام کو آگے پہنچانے کا کردار آپ کے مدرسوں کے علماء نے ادا کیا۔ اور ابھی پیغام پاکستان بھی مدرسوں نے جاری کر دیا ہے۔ سیاست کے میدان میں بھی علماء کرام کا کردار ہے۔ اسلامی بینکاری میں بعض کو اختلاف ہو گا لیکن سودی نظام کے ختم کرنے کی کوشش کے لیے حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم میدان میں آئے۔ (تلک عشرۃ کاملۃ)

مدرسہ مسلمانوں کی تاریخ کا روشن باب ہے:

میرے دوستو! مدرسہ ہماری تاریخ کا سرمایہ ہے، مدرسہ مسلمانوں کی تاریخ کا روشن باب ہے۔ مدرسہ پاکستان کے جغرافیے کا بھی تحفظ کرتا ہے اور نظریے کا تحفظ بھی کرتا ہے۔ یہ پاکستان کا اور اسلام کا چوکیدار ہے، اور میں آپ سے

پوچھتا ہوں دنیا کی قومیں اپنے چوکیداروں کو کمزور کرتے ہیں یا مضبوط؟ دنیا کی قومیں اپنے پہرہ داروں کو مضبوط کرتی ہیں کمزور نہیں، میں پاکستانی حکمرانوں سے کہتا ہوں کہ یہ مدرسہ پاکستان کا چوکیدار ہے، اسلام کا بھی، عالم اسلام کا بھی، امت مسلمہ کا بھی، اسلامی تہذیب وتمدن کا بھی، روایات کا بھی، اقدار کا بھی، علوم کا بھی، اس مدرسے کو مضبوط کرو کمزور نہ کرو۔

مدرسہ امن اور محبت کی تعلیم دیتا ہے:

مدرسہ امن کا علمبردار ہے۔ مدرسہ محبت کی تعلیم دیتا ہے۔ میں ۲۰۰۴ء میں امریکہ گیا، پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش، ایران، اور افغانستان کا وفد تھا۔ وہاں مجھ سے سوال کیا۔ مولانا آپ کا مدرسہ کوئی امن کی تعلیم دیتا ہے؟ میں نے کہا مدرسہ دیتا ہی امن کی تعلیم ہے۔ کیونکہ وہ اسلام کی تعلیم دیتا ہے۔ اسلام محبت کا اور سلامتی کا دین ہے۔ میں نے ایک واقعہ سنایا۔ خیبر کے باغات میں دو صحابہ کرام جا رہے تھے۔ اچانک حملہ ہوا۔ ایک شہید ہوئے آس پاس سارے یہودی مسلمان کے دشمن رہتے تھے دونوں صحابہ کرام کے راستے الگ ہوئے تھے ایک دن کے بعد جب اس شہید کی لاش ملی تو دوسرے صحابی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یہودیوں نے مارا ہے۔ لہذا قصاص ان سے لیں۔ خون صحابی کا ہوا ہے، مسلمان کا ہوا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تقاضہ کیا جا رہا ہے کہ اس خون کا قصاص لیا جائے...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گواہ لاؤ...... انہوں نے کہا یا رسول اللہ! گواہ تو نہیں ہم نے دیکھا تو نہیں کسی کو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم کھاؤ اور قاتل کی تعیین کرو،...... کہا کہ قسم کیسے کھا لیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام سے فرمایا گواہ بھی تمہارے پاس نہیں قسم کھا کر تم قاتل کی تعیین کرنے کے لئے تیار بھی نہیں تو پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں عدل وانصاف قائم کرنے کے لیے آیا ہے، بغیر ثبوت کے دشمن کو بھی ابھی سزا دینے کے لیے تیار نہیں۔

میں نے کہا یہ ہم مدرسے میں پڑھاتے ہیں اور آپ لوگوں نے ایک ملک پر حملہ کیا بغیر ثبوت کے دنیا کی کسی عدالت میں مقدمہ چلائے بغیر کیا، آپ نے کسی عدالت میں ثبوت پیش کیے کہ نائن الیون کا مجرم یہ ہے اور ثبوت یہ ہے۔ یا کسی عدالت سے فیصلہ لیا ہو آپ لوگوں نے؟!۔

ہم لوگ تو امن کی تعلیم دیتے ہیں اور جو لوگ ہیروشیما اور ناگاساکی پر بم گرائیں اور لاکھوں انسانوں کو قتل کر دیں ان کو زیب نہیں دیتا کہ وہ امن کی بات کریں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک صحابی ساتھ بیٹا لے کر حاضر ہوئے؛ عرض کیا کہ حضور صلی اللہ وسلم آپ گواہ رہیں یہ میرا بیٹا ہے، جہالت کے دور میں باپ بیٹے کی جگہ اور بیٹے کو باپ کے جگہ قتل کیا جاتا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جہالت کا دور نہیں، اسلام باپ کے جرم میں بیٹے کو اور

بیٹے کے جرم میں باپ کو نہیں پکڑے گا۔ میں نے کہا ہم مدرسہ میں یہ تعلیم دیتے ہیں اور ایک آپ ہو کہ کسی ملک پر بم گرا کر لاکھوں انسانوں کا خون بغیر ثبوت کے کرتے ہو......تو یہ مدرسے کی چند خدمات کا ذکر ہوا۔

وفاق کی خدمات:

مدارس تو امریکہ میں بھی ہیں، انڈونیشیا میں بھی ہیں، ملایشیا اور تھائی لینڈ میں بھی ہیں، فرانس جرمنی، ترکی میں بھی ہیں، ہندوستان میں بنگلہ دیش اور دیگر ملکوں میں بھی ہیں، الحمدللہ ہر جگہ مدرسہ ہے، مگر کہیں پر بھی وفاق المدارس نہیں ہے، پاکستان اللہ کی وہ نعمت ہے کہ یہاں پر مدارس بھی ہیں اور وفاق المدارس بھی ہے۔

بعض طلبہ کہتے ہیں کہ وفاق نے ہمیں کیا دیا ہے؟ فیس لیتا ہے اور سند دیتا ہے......نہیں وفاق نے صرف سند نہیں دی بلکہ بہت بڑا رشتہ دیا......نسبت دی ہے۔ سب سے پہلے وفاق ۱۹۵۹ء انیس سو انسٹھ میں بنا آج سے ۶۳ سال پہلے بنا، آج سے ۶۳ سال پہلے یہ وفاق میرے دادا حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمہ اللہ نے بنایا تھا۔ مولانا شمس الحق افغانی، حضرت مولانا محمد یوسف بنوری، حضرت مولانا مفتی محمود، حضرت مولانا احتشام الحق، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی، حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہم اللہ نے یہ وفاق بنایا تھا جن کے بارے میں میں کہتا ہوں ہو یا اتنے اخلاص والے تھے کہ اخلاص کو بھی ان پر ناز تھا۔

۱۹۶۱ء وفاق کی مجلس شوریٰ کا اجلاس ہوا خیر المدارس ملتان میں، حضرت مولانا شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک تقریر کی، جس مجلس میں بڑے بڑے علماء اور جبال العلم موجود تھے اساطین امت موجود ہیں۔ یہ جتنے اکابرین کا میں نے نام لیا سب موجود تھے۔ مولانا شمس الحق افغانی نے فرمایا:......''علماء کرام! میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ آنے والے دور کا چیلنج کیا ہے آنے والے دور کا چیلنج یہودیت نہیں ہے۔ عیسائیت نہیں ہے یہ صرف ایک قوم بن گئے ہیں بطور مذاق ان کی کوئی حیثیت نہیں اور کسی مذہب سے بھی مقابلہ نہیں ہوگا تمہارا بلکہ تمہارا مقابلہ مغربیت سے ہوگا۔''

حضرت افغانی ساٹھ سال بعد کے حالات سمجھ رہے تھے کیونکہ مومن نور سے دیکھتا ہے آپ دیکھے کئی ملکوں میں عیسائیت عروج پر ہے وہاں ملک کا کنٹرول انہی کے پاس ہے یہودیوں کے پاس ہے مگر وہاں یہ قانون پاس ہوا ہے کہ مرد مرد سے شادی کرسکتا ہے عورت عورت سے شادی کرسکتی ہیں جہاں یہودیت کا کنٹرول ہے سیاست پر۔ میڈیا پر پر قانون پر، اکانومی پر اگرچہ یہودی تعداد میں کم ہے مگر انہوں نے قبول کیا ہوا ہے اور جہاں عیسائیت عروج پر ہے وہاں بھی یہ قانون پاس ہوا ہے حالانکہ کسی مذہب میں یہ جائز نہیں۔ یہ کیا ہے...... یہ مغربیت ہے، لڑکا چاہے لڑکے سے شادی کرے، لڑکی چاہے لڑکی سے شادی کرے...... مذہب کیوں رکاوٹ بنتا ہے؟ اس کو قانونی تحفظ دیا گیا ہے بغیر شادی کے تعلق قائم کرنا بھی اسی مغربیت کا حصہ ہے۔ کیا عیسائی مذہب میں یہ جائز ہے؟ یہودی مذہب

میں یہ جائز ہے؟ یہ کیا ہے...... یہ مغربیت ہے۔ یہ قانون آپ کے ملک میں لانے کی کوشش کی جارہی ہے عالمی دباؤ پر یہ قانون لایا جارہا ہے۔ اس مغربیت کے مقابلہ کے لیے صرف مولوی اور مدرسہ کھڑا ہے اسی وجہ سے یہ نشانے پر ہے، مدرسہ اسلامیت کا علمبردار ہے اور مغربیت کے نشانے پر ہے اس لیے عالمی ایجنڈے پر ہے۔ مدرسہ مضبوط ہوگا اسلام مضبوط ہوگا قرآن وسنت کے مضبوط ہوں گے اسلامی تاریخ مضبوط ہوگی امت اسلامیہ مضبوط ہوگا۔

تو میں عرض کرر ہا تھا کہ وفاق کی خدمات کیا ہیں؟

پہلی خدمت......وفاق نے پہلا کام یہ کیا کہ آپ کو متحد کرکے مدرسے کے بقا اور اس کے وجود کو بچایا ہر زمانے میں حکومت منصوبے بناتے رہیں وفاق آگے کھڑا ہوتا ہے یہ سد اسکندری بنا ہوا ہے۔

دوسری خدمت......وفاق نے ایک نصاب دیا ہے کوئٹہ سے گلگت اور مظفرآباد تک ہر مدرسے میں ایک ہی نصاب وفاق کی برکت سے ہے۔

تیسری خدمت......وفاق نے آپ کی خودمختاری اور خودداری کا تحفظ کیا ہے دنیا میں وفاق سے زیادہ مضبوط نیٹ ورک نہیں ۲۶ ہزار مدارس وفاق سے منسلک ہیں۔ تیس لاکھ طلبہ و طالبات وفاق کے تحت پڑھ رہے ہیں۔ پچھلے سال حفظ کے طلبہ وفاق میں امتحان دینے والے ۸۷ ہزار تھے۔ اس سال اب تک داخلے جو آئے ہیں ۸۸ ہزار ہیں۔ وفاق کو مضبوط کرنا ہے، وفاق مضبوط ہوگا مدرسہ مضبوط ہوگا اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو مبارک بنائیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

(بقیہ: میڈیا کیا دکھا رہا ہے؟... ایک لمحہ فکریہ......)

انٹرنیٹ پر جس قسم کا مواد موجود ہے اور اس تک ہر کس وناکس کی جس طرح آسان رسائی ہے وہ سب سے بڑا چیلنج ہے اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اس ہمہ جہتی میڈیا وار کے بارے میں خبردار رہا جائے، اس کے بارے میں لوگوں میں شعور اجاگر کیا جائے، علماء کرام لوگوں کی ذہن سازی کریں، والدین کو صورتحال کی سنگینی سے آگاہ کیا جائے، حکومت اور حکومتی اداروں کو جس قدر ممکن ہوسکے اس صورت حال کو کنٹرول کرنے پر آمادہ کیا جائے۔ یاد رکھیے!......اندھیروں کے سامنے ہتھیار ڈال دینا......اندھیروں سے سمجھوتہ کر لینا......اندھیروں کو دیکھ کر آنکھیں بند کر لینا عقلمندی نہیں ہوتی بلکہ اپنے اپنے حصے کا چراغ جلانے کی ضرورت ہے۔ اللہ رب العزت ہم سب کو اپنے اپنے حصے کا چراغ جلانے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!۔

میڈیا کیا دکھا رہا ہے؟... ایک لمحہ فکریہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہم

اس وقت دنیا میں تہذیبوں کی جنگ چل رہی ہے۔وقت کے ساتھ ساتھ اس جنگ کے ہتھیار ,اس کا طریقہ کار اور اس کی حکمت عملی میں بھی تبدیلی ہوتی جارہی ہے-مغربیت اور اسلام مخالف تہذیب کے علمبردار ایڑی چوٹی کا زور لگا کر اپنی تہذیب, اپنی ثقافت اور اپنے کلچر کو پروان چڑھانے کے لئے تگ ودو کررہے ہیں ان کا جو سب سے موثر اور سب سے خطرناک ہتھیار ہے وہ میڈیا کا ہتھیار ہے۔واضح رہے کہ جب ہم میڈیا کا لفظ بولتے ہیں تو بعض لوگ اسے بہت محدود تناظر میں لیتے ہیں جبکہ درحقیقت میڈیا ایک بہت وسیع مفہوم رکھتا ہے۔انٹرنیٹ سے وابستہ سوشل میڈیا کی الگ دنیا ہے اور روایتی الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کی الگ دنیا ہے-ہمیں اپنے دین, اپنی تہذیب, اپنی نسل نو اور اپنے مستقبل کے حوالے سے فکر کرتے ہوئے اور کوئی بھی حکمت عملی تشکیل دیتے ہوئے میڈیا کے تمام پہلوؤں کو سامنے رکھنا ہوگا-ہمارے ہاں علمائے کرام اور مذہبی طبقات نیوز چینلز پر تو کسی درجے میں نظر رکھتے ہیں یا ان کی پالیسیوں اور طریقہ کار سے آگاہ ہوتے ہیں لیکن اس کے علاوہ بہت سے ایسے چینلز اور میڈیا کے ایسے پہلو ہیں جن پر سرے سے توجہ ہی نہیں دی جاتی, مانیٹرنگ،خامیوں کی نشاندہی،اصلاح احوال اور خرابیوں کی روک تھام تو دور کی بات-کچھ عرصے سے مختلف دردِدل اور میڈیا پر نظر رکھنے والے احباب کی طرف سے میڈیا پر دکھائے جانے والے مواد کے بارے میں جو ہوشربا تفصیلات سامنے آئی ہیں ان کے بارے میں جان کر انسان حیران پریشان ہوجاتا ہے۔مختلف احباب کی طرف سے سامنے آنے والی شکایات اور تفصیلات کی روشنی میں میڈیا کا مختلف زاویوں سے جائزہ لیتے ہیں:

۱......مختلف ٹی وی چینلز پر چلنے والے ڈراموں کی مثال لے لیجئے ہمارے ہاں ان ڈراموں کو ایک فضول اور لایعنی چیز سمجھا جاتا ہے۔جب کہ حقیقت یہ ہے کہ بہت بڑی تعداد بالخصوص خواتین ڈراموں کو جس اہتمام, جس انہماک اور جس ذوق وشوق اور سنجیدگی سے دیکھتی اور ان سے اثر لیتی ہیں ان کے بارے میں جو تفصیلات سامنے آئیں وہ میرے لیے حیران کن ہیں-ان ڈراموں کے ذریعے جس طرح کا میٹھا زہر ہماری خواتین اور بچوں کی فکر,نظریے،کلچر،رویوں،فیشن،لباس واطوار میں گھولا جارہا ہے اور اس کے جتنے بھیانک اثرات ظاہر ہورہے ہیں ان کا کبھی سنجیدگی سے جائزہ ہی نہیں لیا گیا-ان ڈراموں کے ذریعے بہت سے دینی احکامات کو باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت ٹارگٹ کیا جاتا ہے-اسلام کے نظام شرم وحیا اور ہماری مشرقی روایات کو ان ڈراموں کے ذریعے رفتہ رفتہ مٹانے

کی محنت کی جارہی ہے- ناجائز پیار محبت اور بے حیائی تو تقریبا سب ڈراموں کا لازمی حصہ ہے لیکن اگر ذرا غور کیا جائے تو کسی ڈرامے میں خونی رشتوں کا تقدس پامال کرنے کی کوشش نظر آئے گی ......کسی میں مولوی اور مدرسے کا کردار متنازعہ بنانے کی کوشش ہوگی ......کسی میں ہم جنس پرستی کو رواج دیا جارہا ہوگا......کسی میں طلاق اور نکاح جیسے شرعی ضابطوں کو پامال کرنے کی چالبازی ہورہی ہوگی ......کسی میں دجالی علامات اور مورتیوں کی نمائش کی جارہی ہوگی، یہ صرف چند چیزیں بطور مثال ذکر کی گئیں ورنہ حقیقت یہ ہے کہ صرف ٹی وی چینلز پر چلنے والے ڈراموں کے معاملے پر اس لئے اس پہلو پر مستقل ادارے بنا کر مانیٹرنگ کرنے اور ان ڈراموں کے ذریعے پھیلائے جانے والے سیلاب سے قوم بالخصوص خواتین اور کچے ذہنوں کو بچانے کی ضرورت ہے۔

۲......کارٹون سیریز......دوسرا اہم ترین پہلو بچوں کے لیے بنائی جانے والی سیریز اور کارٹون ہیں- ان سیریز اور کارٹونوں میں جس طریقے سے بچوں کی ذہن سازی کی جاتی ہے......ان میں ہندوازم کو فروغ دیا جاتا ہے......ان کے عقیدے اور فکر پر حملہ کیا جاتا ہے......ان کو شروع سے ہی جس قسم کی ثقافت اور کلچر سے روشناس کروایا جاتا ہے...... یہ اپنی جگہ الگ سے بہت فکر مندی والا معاملہ ہے......مرد حضرات تلاش معاش اور دیگر مسائل میں الجھے ہوتے ہیں جب کہ خواتین گھر کے کام کاج کے ساتھ ساتھ ڈراموں میں الجھی ہوتی ہیں جبکہ بچوں کو والدین اپنی سہولت یا ان کی ضد اور اصرار پر موبائلوں، کمپیوٹر، ٹی وی چینلز اور آلات کے رحم وکرم پر چھوڑ دیتے ہیں اور یوں خواتین اور بچے اسلام دشمن قوتوں کا سب سے آسان ہدف بن جاتے ہیں اور مغربی تہذیب کے علمبردار عناصر دونوں طبقات پر خوب محنت کر کے انہیں اپنے رنگ میں رنگنے کی کوشش کررہے ہیں۔

۳......کھیلوں کی تقریبات اور مختلف مقابلے اب محض کھیل نہیں رہے بلکہ ان میں بے حیائی اور مغربیت کا تڑکا لگا کر ان کے ذریعے بھی ہماری مذہبی اور مشرقی روایات کو ہدف بنایا جاتا ہے- اس پر بھی نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔

۴......ویڈیو گیمز......آج کل کے بچے ویڈیو گیمز کے بہت زیادہ شیدائی ہیں اور بہت سے گھرانوں کے بچوں کے بارے میں عجیب عجیب احوال سامنے آتے ہیں- ایسے بچے جنہیں ان گیموں کی لت لگ چکی وہ نماز روزہ تو چھوڑیئے معمول کی زندگی سے محروم ہو چکے اور اپنے گھر والوں کے لئے اجنبی بن چکے ہیں ان گیموں کے ذریعے بچوں کی تعلیم اور صحت ہی نہیں بلکہ ایمان اور عقیدے اور کردار وعمل پر بھی حملہ کیا جاتا ہے۔

۵......موبائل ایپس... اس وقت بہت سی موبائل ایپس ایسی ہیں کہ جنہیں فتنے کی جڑ قرار دیا جا سکتا ہے، ان ایپس کے ذریعے اور انٹرنیٹ کے ذریعے تو جو کچھ ہورہا ہے اس کا تصور کر کے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ (باقی صفحہ نمبر ۷۱ پر)

وفاق المدارس کی درخشندہ روایات کا تسلسل

امسال کے ریکارڈ ساز اعداد و شمار کے آئینے میں

تحریر: مولانا طلحہ رحمانی
میڈیا کوآرڈینیٹر وفاق المدارس

☆......اس سال وفاق المدارس سے چودہ سو انتیس (1429) جدید مدارس ملحق ہوئے ہیں۔

☆......وفاق سے ملحق مدارس میں میں زیر تعلیم طلباء وطالبات کی مجموعی تعداد انتیس لاکھ بیاسی ہزار چھ سو ترانوے (2982693) ہے۔

☆......اس سال درس نظامی کے امتحان میں کُل چار لاکھ انہتر ہزار ایک سو انتالیس (469139) طلبہ وطالبات شریک ہوں گے۔

☆......شعبہ حفظ کے امتحان میں اٹھاسی ہزار تین سو چوہتر (88374) طلبہ وطالبات شریک ہوں گے۔

☆......درجہ عالمیہ کا امتحان دینے والے طلبہ وطالبات کی کل تعداد تینتیس ہزار چھ سو آٹھ (33608) ہے۔

☆......وفاق کی جانب سے ملک بھر میں دو ہزار پانچ سو سڑسٹھ (2567) امتحانی مراکز قائم کئے گئے ہیں۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا جب 1959ء میں قیام عمل میں لایا گیا تو اس وقت چار بنیادی نصاب ونظام تعلیم کو مقاصد میں شامل کیا گیا تھا، جس میں (1) مکاتب (2) مختصر نصاب (شارٹ کورسز) (3) درس نظامی اور (4) تکمیل وتخصصات شامل تھے۔

مجوزہ نصاب کو حتمی شکل دینے کیلئے تین اصول بھی مرتب کئے گئے۔ (1) مدت تعلیم (2) درجہ بندی (3) مجوزہ نصاب میں مناسب تصرف۔ پھر طے ہوا کہ مکاتب میں دورانیہ تعلیم چھ سال، مختصر نصاب کی مدت تین سال، درس نظامی کی مدت آٹھ سال اور درجہ تکمیل کی مدت دو سال ہوگی۔

وفاق المدارس کے اولین ارباب اختیار نے مرتب کردہ مذکورہ چاروں نصاب تعلیم کو مناسب اور ضروری تصرفات کے ساتھ بتدریج مختلف مراحل کے ایک جامع نصاب کی تشکیل کے بعد عملاً نافذ کیا۔ جو الحمدللہ آج انہی بنیادی اصولوں کی روشنی میں ایک مربوط نظام تعلیم کی صورت میں ہزاروں مدارس وجامعات میں یکساں طور پر پڑھایا

جا رہا ہے۔ اپنے قیام سے لیکر آج تک دینی وفکری تعلیمی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے قدیم وجدید علوم وفنون میں جہاں وقت کے ساتھ اضافہ ہوتا رہا ہے وہیں بعض ضروری ترامیم بھی کی جاتی رہیں۔

ہزاروں منسلک وملحق مدارس وجامعات میں ان ضروری تبدیلیوں کے عملاً نفاذ میں وفاق المدارس کے زعماء کو برسوں کا وقت لگا۔اس کی بنیادی وجہ یکساں نصاب ونظام تعلیم کو ملک کے دور دراز اور دشوار گزار علاقوں تک میں قائم دینی اداروں کے مختلف احوال رہے جو یقیناً اجتماعیت اور یگانگت کو برقرار رکھنے کیلئے ایک ضروری امر تھا۔

مہینوں مشاورتی عمل اور سالوں اجلاس دراجلاس کے بعد الحمدللہ وفاق المدارس نے اپنی اس اجتماعی امتیازی فکر وفلسفہ پر گامزن بنیادی چاروں نصاب ونظام تعلیم میں کئی اضافوں وترامیم کے بعد رائج اور نافذ کرنے میں کامیابی سے ہمکنار ہوئے، یہی وجہ ہے کہ کلی طور پر اکابر وفاق کی امنگوں اور کاوشوں کی بدولت ملک بھر کے ہزاروں دینی اداروں میں مذکورہ چاروں نصاب پڑھائے جارہے ہیں، بعض اداروں نے گنجائش کے مطابق اس نصاب میں معمولی تبدیلیاں ضرور کی ہیں لیکن بنیادی طور پر یکساں نصاب ہی پڑھائے جارہے ہیں۔وفاق المدارس نے مذکورہ بنیادی نصاب تعلیم کیمطابق اپنے نظام امتحان میں بتدریج اکثر درجات کو شامل امتحان کیا۔جس میں مکاتب، مختصر نصاب (دراسات دینیہ) اور درس نظامی مکمل طور پر یکساں پڑھائے جارہے ہیں۔

تکمیل اور تخصصات کیلئے وفاق المدارس کی موجودہ قیادت نے اپنے اکابرین کے مذکورہ چاروں نصاب کو نافذ کرنے کے خواب کو عملی شکل دینے کیلئے اگلے برس نافذ کرنے کا تاریخ ساز اعلان کیا۔اگرچہ بڑے جامعات میں مختلف علوم وفنون پر تخصصات کرائے جارہے ہیں لیکن ان کو وفاق المدارس کی جانب سے دیگر درجات کی مانند شامل کر کے یکسانیت کے دائرہ میں لانا ایک بہت بڑا اقدام ہے، یہاں یہ بات بھی پیش نظر رکھنی چاہئیے کہ اعلان کردہ یہ فیصلہ کوئی نیا نہیں ہے اس پر برسوں سے ارباب وفاق المدارس کی کوششیں اور کاوشیں جاری تھیں، اوراب ان شاءاللہ اس کا عملاً نافذ ہونا اہل مدارس کیلئے انتہائی خوش آئند ہے۔ یہ دوسالہ تخصص تین اہم سبجیکٹ (موضوعات) فقہ، حدیث اور دعوت والارشاد میں ہونگے۔

مدارس دینیہ کے سب سے بڑے بورڈ کی باسٹھ سالہ مثالی خدمات اور عالیشان کارکردگی کی بڑی کامیابی جہاں نافذ العمل یکساں نصاب تعلیم کا سلسلہ ہے وہیں اس کا بہترین ومربوط یکساں نظام امتحان بھی ہے۔اس یکساں نظام امتحان کا آغاز 1960ء میں عمل میں لایا گیا، جو اس وقت صرف درس نظامی کے آخری سال یعنی درجہ عالمیہ کا ہوا۔جو بعد میں اسی مضبوط ومربوط یکساں نظام کے تحت بتدریج دیگر درجات کے امتحانات کو بھی شامل کیا جاتا رہا۔کس درجہ کو کس سال عملاً نافذ کیا گیا اس کی ایک تابناک اور مثالی تاریخ رہی ہے۔

گزرتے وقت کے ساتھ نظام امتحان میں وسعت کے ساتھ مدارس وجامعات میں ہر سال بڑی تعداد میں الحمدللہ نئے تعلیمی اداروں کا اضافہ بھی ہوتا چلا آرہا ہے۔وفاق المدارس سے الحاق کیلئے کئی قانونی وضروری شرائط کے ساتھ ایک جامع طریقہ کار موجود ہے۔

وفاق المدارس نے نئے اداروں کے الحاق کیلئے ہر سال شوال سے ربیع الاول تک کا وقت متعین کیا ہوا ہے۔پاکستان کے دینی مدارس وجامعات میں تعلیمی سال کا آغاز شوال سے ہوتا ہے جبکہ وفاق المدارس کے تحت سالانہ امتحانات کے داخلوں کی ابتداء یکم ربیع الاول سے ہوتی ہے۔جبکہ قدیم ملحق اداروں کے الحاق کی تجدید کا بھی بہترین نظام موجود ہے۔جس سے وفاق المدارس کی ہر سال ملحق اداروں کی تعلیمی ترقی اور فعال کارکردگی سے آگاہی بھی حاصل ہوتی ہے۔اس لئے ہر سال ملحق اداروں کی تعداد اور اس میں خدمات انجام دینے والے اساتذہ وعملہ کی تعداد سمیت ان میں زیر تعلیم طلباء وطالبات اور شریک امتحان ہونے والوں کا مکمل ریکارڈ بھی مرتب صورت میں سامنے آتا ہے،ان اعداد وشمار سے جہاں بالعموم مدارس دینیہ کی تعلیمی وتعمیری اور ترقیات سے حوصلہ افزائی ہوتی ہے وہیں بالخصوص وفاق المدارس کی خدمات اور مثالی کارکردگی کا جائزہ بھی سامنے آجاتا ہے۔

ربیع الاول سے باقاعدہ سالانہ امتحانات کی تیاریوں کا آغاز بھی ہوجاتا ہے جو ربیع الثانی کے آخر تک مکمل ہوتا ہے اور پھر دیگر تیاریاں جاری رہتی ہیں جو مختلف امتحانی مراحل کے بعد رمضان المبارک کی ابتداء میں نتائج کے اعلان تک مکمل ہوتا ہے۔اور کام پھر یہیں پر ختم بھی نہیں ہوتا بلکہ شوال کے بعد ضمنی امتحان کی تیاریاں شروع ہوجاتی ہیں جس کا امتحان اور نتائج کی تیاری تک ذی الحجہ کے مہینے میں اختتام ہوتا ہے۔یعنی یہ پورا جامع نظام ہر سال مکمل دس ماہ تک جاری رہتا ہے۔

وفاق المدارس کے تحت امتحانات دو مرحلوں میں ہوتے ہیں، پہلے مرحلہ میں شعبہ تحفیظ کا امتحان ہوتا ہے،جبکہ دوسرا بڑا اہم مرحلہ درجات کتب کا ہوتا ہے۔اس اہم مرحلہ میں مجموعی طور پر (21) اکیس درجات امتحان شامل ہیں۔جن میں ہزاروں مدارس کے لاکھوں طلباء وطالبات شریک ہوتے ہیں۔

اس سال اس پہلے مرحلہ (شعبہ تحفیظ) کا امتحان 14/رجب موافق 15/فروری سے 21/رجب 1443ھ موافق 22/فروری تک ہونگے۔اس مرحلہ میں ملک بھر میں وفاق المدارس کے مسؤلین مقامی سطح پر مذکورہ تاریخوں میں دن متعین کرتے ہیں۔جس کی اطلاع مرکزی دفتر ملتان اور علاقائی مسؤلین امتحان میں شریک ہونے والے اداروں کو بروقت دیتے ہیں۔

جبکہ اس سال درجات کتب کا امتحان ان شاء اللہ 25/رجب سے 30/ رجب 1443ھ موافق

26/فروری سے 3/مارچ 2022ء بروز ہفتہ تا جمعرات ہوگا۔

آیئے!!...... مذکورہ چیدہ چیدہ تحریری نکات کی روشنی میں وفاق المدارس العربیہ کے تحت ملحق مدراس وجامعات کی اجمالی کارکردگی اورشرکائے امتحان کے اعداد وشمار کا گزشتہ سال کے ساتھ تقابلی جائزہ بھی لیتے ہیں......

تعداد قدیم وجدید ملحق مدارس:

وفاق المدارس کا قیام 14/ربیع الثانی 1379ھ موافق 18/اکتوبر 1959ء کو جامعہ خیر المدارس ملتان میں عمل میں لایا گیا جس میں ایک سو ایک (101) مدارس کے زعماء نے الحاق فارم پر کر کے ارتقائی عمل کا حصہ بن کر مدارس دینیہ کے مضبوط نیٹ ورک اور سب سے بڑے تعلیمی بورڈ کی بنیاد دبنے، ان عظیم علمی وعبقری شخصیات نے جس مخلصانہ جذبہ سے یکساں نصاب ویکساں نظام تعلیم کیلئے قابل رشک اساسی کردار ادا کرتے ہوئے جو بیج بویا تھا آج وہ کئی نمایاں اور امتیازی خصوصیات کا حامل صرف ایک ادارہ نہیں بلکہ دین کیلئے افراد سازی کی عالمی سطح پر خدمات انجام دینے والا عظیم ادارہ ہے، جس سے وابستہ لاکھوں افراد اجتماعی سوچ اور یک نظام تعلیم ویکساں نصاب پر مجتمع ہیں جو یقیناً بانیان وفاق المدارس کی روحانی وعملی فکروں کی دوراندیشی کا مظہر ہے۔

باسٹھ برسوں سے دین اور دینی اداروں پر اغیار و لادین قوتوں نے امت کی اس وحدت فکر کو پارہ پارہ کرنے کیلئے کئی حربے استعمال کئے لیکن الحمدللہ عزم وہمت اور اخلاص کی دولت سے سرشار وفاق المدارس کی قیادت وسیادت نے تمام سازشوں کے آگے جہاں فولاد کی مانند آہنی دیوار بن کر صرف کھڑے ہی نہیں رہے بلکہ ہر گزرتے دن کے ساتھ تعلیمی وتعمیری اور تنظیمی ترقیات کا سفر بھی الحمدللہ جاری رکھا۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان آج جس آفاق پر ہے وہ راتوں رات حادثاتی یا اتفاقی طور پر نہیں پہنچا......نہ ہی وقت کے حکمرانوں کی وقتی آشیرباد سے پھلا پھولا......اور نہ ہی اس سے منسلک ہزاروں ادارے ولاکھوں افراد خلاء یا ہوا کے دوش پر ہیں بلکہ ایک بہت بڑی حقیقت کی شکل میں موجود ہے جو اس مقام پر باسٹھ سال کا ایک تابناک اور درخشندہ تاریخ ساز سفر طے کر کے پہنچا ہے اور اللہ کی مدد ونصرت پر کامل یقین کے جذبوں سے سرشار مخلص قیادت کی محنتوں کی برکت سے کئی اہم منزلوں کی جانب رواں دواں ہے۔

اس سال وفاق المدارس سے چودہ سو انتیس (1429) جدید مدارس ملحق ہوئے ہیں۔ یہ تعداد وفاق المدارس کے قیام سے لیکر اب تک تقریباً باسٹھ برسوں میں سب سے زیادہ ہے۔ گزشتہ سال جو مدارس ملحق ہوئے تھے ان کی تعداد گیارہ سو انسٹھ (1159) تھی اس طرح گزشتہ سال کے مقابلے میں امسال دو سو ستر (270) نئے مدارس نے وفاق المدارس سے الحاق کیا۔ یوں وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے ملحق مدارس وجامعات کی مجموعی تعداد بیس

ہزار نو سو چوالیس (20944) ہوگئی ہے۔ان مدارس وجامعات میں زیر تعلیم طلبہ وطالبات کی مجموعی تعداد انتیس لاکھ بیاسی ہزار چھ سو تریانوے (2982693) ہے۔جس میں اٹھارہ لاکھ نواسی ہزار سات سو پچانوے (1889795) طلباء اور دس لاکھ نوے ہزار آٹھ سو اٹھانوے (1090898) طالبات ہیں۔اس تعداد میں گزشتہ سال کی نسبت مجموعی طور پر تقریباً ایک سے ڈیڑھ لاکھ طلباء وطالبات کا ریکارڈ اضافہ ہے۔

ان مدارس وجامعات میں خدمات انجام دینے والے معلم ومعلمات اور دیگر عملہ کی مجموعی تعداد اس سال دو لاکھ ایک ہزار تین سو ستاون (201357) ہے۔جس میں گزشتہ برس کی نسبت ہزاروں کا اضافہ ہوا ہے۔

تعداد حفاظ وحافظات اور ریکارڈ ساز اضافہ:

وفاق المدارس سے ملحق اداروں کی تعداد ہر سال اپ ڈیٹ کی جاتی ہے،اس میں الحمدللہ جہاں ملحق مدارس و جامعات کا اضافہ ہوتا ہے وہیں اس کے تحت امتحان دینے والے طلباء وطالبات اور امتحانی نظم میں شریک تعداد میں بھی یقینی اضافہ ہوتا ہے۔

وفاق المدارس کے تحت امتحان کا جو پہلا مرحلہ شعبہ تحفیظ کا ہوتا ہے اس کے اعداد وشمار کچھ یوں ہیں:

وفاق المدارس کے شعبہ تحفیظ کے امتحان کا آغاز 1982ء میں شروع ہوا۔اس لحاظ سے تقریباً چالیس برسوں میں تقریباً ہر سال مجموعی تعداد میں شاندار اضافہ ہونا بھی ایک روایت چلی آرہی ہے،اس تعداد میں اضافہ سے مدارس وجامعات کی مثالی خدمات کا جہاں اندازہ ہوتا ہے وہیں دنیا بھر میں سب سے زیادہ حافظ وحافظات کی سعادت حاصل کرنے والے ممالک میں پاکستان گزشتہ کئی سالوں سے نمایاں اور سرفہرست ہے، چند برس قبل جب سعودی حکومت کی جانب سے وفاق المدارس کو ایوارڈ سے نوازا گیا تو اس وقت دوسرے نمبر والے ملک کی تعداد کا تناسب کافی کم تھا۔اور الحمدللہ اپنی کارکردگی سے اس اضافہ کی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے امسال چالیس سال میں سب سے زیادہ تعداد کا اضافہ اس سال ہوا ہے، جو یقیناً مدارس دینیہ کی طرف عوام کے رجحان میں اضافہ اور بھرپور اعتماد کا اظہار بھی ہے، کیونکہ مکاتب کا نظام دینی تعلیم وتربیت کی ابتداء ہوتی ہے،اس سال مجموعی پر سترہ ہزار سے زائد مدارس وفاق المدارس کے شعبہ تحفیظ کے امتحان میں شریک ہو رہے ہیں۔

گزشتہ سالوں میں مجموعی طور پر یہ اضافہ سینکڑوں یا ایک دو ہزار میں ہوتا تھا۔اس سال تیرہ ہزار سات سو سڑسٹھ (13767) کا اضافہ ریکارڈ ہوا۔

اس سال تہتر ہزار چار سو اکتیس (73431) خوش نصیب حفاظ وفاق المدارس کے تحت امتحان میں شریک ہونگے، گزشتہ سال طلباء کی یہ تعداد باسٹھ ہزار تین سو اسی (62380) تھی،اس طرح گزشتہ سال کی نسبت گیارہ ہزار

اکاون (11051) طلباء کا اضافہ ہوا۔

اس سال چودہ ہزار نوسو تینتالیس (14943) خوش نصیب طالبات حفظ قرآن کی تکمیل کے بعد امتحان میں شریک ہونگی۔گزشتہ سال طالبات کی یہ تعداد بارہ ہزار دوسو ستائیس (12227) تھی۔اس طرح اس سال دو ہزار سات سو سولہ (2716) کا اضافہ ہے۔الحمدللہ شعبہ تحفیظ کے امتحان میں گزشتہ سال کی نسبت مجموعی طور پر تیرہ ہزار سات سو ترسٹھ (13767) طلباء وطالبات کا بہت بڑا اضافہ ہوا ہے۔

1982ء میں جب وفاق المدارس نے شعبہ تحفیظ کے امتحان کا آغاز کیا تو اس وقت سے اب 2022ء تک تیرہ لاکھ تریسٹھ ہزار چار سو اٹھاسی (1363488) حفاظ وحافظات نے وفاق المدارس کے تحت مدارس وجامعات سے تکمیل قرآن کی سعادت حاصل کی۔جس میں گیارہ لاکھ تینتیس ہزار چھ سو ستر (1133670) طلباء اور دو لاکھ انتیس ہزار آٹھ سو اٹھارہ (229818) طالبات شامل ہیں۔

فضلاء وفاضلات کی مجموعی تعداد اور امسال کا اضافہ:

وفاق المدارس العربیہ کی تاسیس کے بعد 1960ء سے امتحان کا آغاز درس نظامی کے آخری سال عالمیہ سال دوم یعنی دورہ حدیث کے طلباء سے ہوا۔اس اولین امتحان میں تقریباً سوا دوسو طلباء شریک ہوئے،اس کے بعد مختلف سالوں میں بتدریج دیگر درجات کے امتحان کو بھی شامل کیا گیا۔

1982/83ء میں درجہ عالیہ کی سند کو حکومت پاکستان نے ایم اے کے مساوی تسلیم کیا، جبکہ بعد میں دیگر درجات کی اسنادی حیثیت بھی تسلیم کی گئی تو اس بناء پر وفاق المدارس کے امتحانات میں دیگر درجات کا اضافہ اور بعض ضروری تبدیلیاں ناگزیر ہوتی گئیں۔مجموعی طور پر پہلے مرحلہ میں درس نظامی کے چھ درجات (ثانویہ عامہ، ثانویہ خاصہ، عالیہ سال اول، عالیہ سال دوم، عالمیہ سال اول، عالمیہ سال دوم) اور ایک عصری درجہ مڈل یعنی "متوسطہ" کے امتحانات سالوں سے لئے جا رہے ہیں۔

اسی طرح وفاق المدارس نے اپنے اولین بنیادی مقاصد کی تکمیل کرتے ہوئے "مختصر نصاب" کے کئی شارٹ ڈپلومہ کورسز بھی شروع کئے،جس میں "دراسات دینیہ" کے دوسال کے ساتھ تجوید للحفاظ والعلماء کے دو امتحانات مزید بھی شامل ہوئے۔مختصر نصاب کے مذکورہ درجات کا شعبہ بنات کیلئے بھی اجراء کیا گیا۔ان درجات میں عوام کی بڑھتی ہوئی دلچسپی ارباب وفاق المدارس کی دور اندیش فکروں کا مظہر ہے۔

قائدین وفاق المدارس نے کئی سالوں کی مشاورت کے بعد 1993ء میں پہلی مرتبہ مدارس بنات کیلئے مستقل امتحان کا باقاعدہ جب آغاز کیا تو اس وقت طالبات کیلئے چار سالہ درس نظامی پڑھایا جا رہا تھا،اوران چاروں درجات

(عامہ، خاصہ، عالیہ، عالمیہ) کا وفاق کے تحت امتحان ہوتا رہا،ان درجات کے امتحان کا آغاز "ثانویہ عامہ" سے ہوا۔ وقت کی انتہائی ضرورت کے پیش نظر مدارس بنات کے قیام میں جہاں مقبولیت کے ساتھ اضافہ ہوا وہیں ان اداروں میں زیر تعلیم طالبات کی دینی تعلیم کیلئے تمام درجات اور مختلف مفید نصاب میں بھی تیزی اضافہ ہوا اور الحمدللہ مسلسل ترقی کی جانب گامزن ہے۔

مدارس بنات کے قیام کے بعدان درجات کی اسنادی حیثیت کی منظوری کیلئے حکومتوں کے ساتھ وفاق المدارس کے زعماء کی مسلسل مشاورتیں جاری رہیں اور بالآخر اکابرین وفاق کی ان کاوشوں کے نتیجہ میں بنات کے درس نظامی کے درجات کی اسنادی حیثیت کو بھی تسلیم کرلیا گیا۔جس کے بعد چار سالہ نصاب چھ سال میں تبدیل کر کے نافذ کر دیا گیا جس میں (خاصہ اول،خاصہ دوم، عالیہ اول، عالیہ دوم، عالمیہ اول، عالمیہ دوم) کے چھ مکمل درجات کو وفاق المدارس کے تحت امتحان میں شامل کرلیا گیا۔

گزرتے وقت کے ساتھ دیگر درجات میں شرکائے امتحان میں بھی الحمدللہ درس نظامی کے طلباؤ طالبات کا اضافہ ہوتا گیا۔اس سال مجموعی طور پر چار لاکھ انہتر ہزار ایک سو انتالیس (469139) طلباء وطالبات شریک امتحان ہونگے۔جس میں دو لاکھ چار ہزار ایک سو اٹھتر (204178) طلباء اور دو لاکھ چونسٹھ ہزار نو سو اکسٹھ (264961) طالبات ہیں۔

طلباء کی تعداد میں گزشتہ سال کی نسبت پندرہ ہزار چار سو اکیانوے (15491) کا اضافہ ہوا ہے۔جبکہ اٹھائیس ہزار سات سو سترہ (28717) طالبات کا اضافہ ہوا ہے۔مجموعی طور پر الحمدللہ چوالیس ہزار دو سو آٹھ (44208) طلباء وطالبات کا ریکارڈ اضافہ ہوا ہے۔

اس سال مجموعی طور پر جو طلباء وطالبات درس نظامی کے آخری سال درجہ عالمیہ (مساوی ایم اے) میں شریک ہوکر سند فراغ حاصل کرنے کے مجاز ہونگے ان کی تعداد تینتیس ہزار چھ سو آٹھ (33608) ہے۔جس میں گیارہ ہزار آٹھ سو پانچ (11805) طلباء اور اکیس ہزار سات سو تینتالیس (21743) طالبات ہیں۔گزشتہ سال کی نسبت درس نظامی سے فراغت حاصل کرنے والوں کی تعداد میں ایک سو چھیانوے (196) فضلاء کا اضافہ ہوا ہے۔

1960ء سے اب 2022ء تک فارغ التحصیل علماء کی تعداد ایک لاکھ چھیاسی ھزار ایک سو پچھتر (186175) ہوگئی ہے۔جبکہ 1993ء سے لیکر اب 2022ء تک دو لاکھ پینتالیس ہزار آٹھ سو تیرانوے (245893) عالمات نے وفاق المدارس سے سند فراغ حاصل کی۔اس طرح وفاق المدارس نے امت کو دین

اسلام کی رہنمائی کیلئے مجموعی طور پر چار لاکھ بتیس ہزار اڑسٹھ (432068) علماء وعالمات تیار کر کے عالیشان خدمات انجام دیں۔

امتحانی مراکز اور نگران عملہ میں ریکارڈ اضافہ:

1960ء میں جب وفاق المدارس کے تحت پہلا امتحان 3/شعبان 1380ھ (1960) کو ہوا تو اس وقت ملک بھر میں چودہ امتحانی مراکز قائم کئے گئے تھے۔

ان سینٹرز میں پانچ صوبہ سرحد (کے پی کے) آٹھ پنجاب اور دو کراچی میں تھے۔اس کے بعد باسٹھ برسوں سے ایک ہی جامع نظام کے تحت تواتر سے ملک بھر میں جاری ہے، اور ہر سال جہاں ملحق مدارس کی تعداد میں نمایاں اضافہ ہو رہا ہے وہیں امتحان میں شریک ہونے والے طلباء وطالبات کی شرح میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے تحت سالانہ امتحانات کے انعقاد کی مکمل نگرانی اور ترتیب ادارہ کی بااختیار وفعال "امتحانی کمیٹی" انجام دیتی ہے، امتحانی کمیٹی کے سربراہ صدر وفاق ہوتے ہیں اور اس کے نگران ناظم اعلی وفاق ہوتے ہیں اور امتحانات سے متعلق تمام امور کی انجام دہی کیلئے نشستوں کو ناظم اعلی ہی چیئر کرتے ہیں۔

تاریخ امتحان کے اجراء کے ساتھ ہر سال یکم ربیع الاول سے داخلوں کا آغاز ہوجاتا ہے، پھر سوالیہ پرچوں کی تیاری سے لیکر امتحانی مراکز کے قیام ونگران عملہ کی تقرری تک ......اور بروقت شفاف امتحان کے انعقاد اور پھر نتائج کی تیاری سمیت دیگر مراحل طے شدہ اصول وضوابط کی روشنی میں انجام دیئے جاتے ہیں، جس میں اراکین امتحانی کمیٹی وفاق المدارس کے ملک بھر میں فعال مسؤلین کے تعاون سے انجام دیتے ہیں، امتحانی نظم وانصرام سے متعلق تمام امور کی یقینی انجام دہی میں کلیدی اور بنیادی کردار ادا کرنے میں مرکزی ناظم دفتر کی نگرانی میں دفتر کا فعال عملہ بھی روز وشب مصروف عمل رہتا ہے۔

اس سال وفاق المدارس کے تحت 26/فروری سے شروع ہونے والے درجات کتب کے سالانہ امتحان میں شریک تین لاکھ اسی ہزار سات سو پینسٹھ (380765) طلباء وطالبات کیلئے مجموعی طور پر ملک بھر میں دو ہزار پانچ سو سڑسٹھ (2567) امتحانی مراکز قائم کئے گئے ہیں۔گزشتہ سال کی نسبت ان امتحانی مراکز میں دو سو تیرہ (213) کا اضافہ ہوا ہے۔ان میں ایک لاکھ تیس ہزار سات سو سینتالیس (130747) طلباء کیلئے (731) امتحانی مراکز قائم کئے گئے ہیں۔گزشتہ سال کی نسبت جہاں چار ہزار چار سو چالیس (4440) طلباء کا اضافہ ہوا وہیں چالیس سینٹرز کا اضافہ بھی ہوا۔جبکہ دو لاکھ پچاس ہزار اٹھارہ (250018) طالبات کیلئے اٹھارہ سو چھتیس (1836) امتحانی مراکز قائم کئے گئے ہیں۔اس سال امتحان میں جہاں چھبیس ہزار پانچ سو انسٹھ (26559) طالبات کا اضافہ ہوا ہے وہیں

ایک سوتہتر (173) امتحانی مراکز کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔

ان دو ہزار پانچ سو ڑسٹھ امتحانی مراکز کیلئے مجموعی طور پر سترہ ہزار سات سو ڑسٹھ (17766) نگران خواتین عملہ کی تقرری عمل میں لائی گئی ہے۔ جس میں طلباء کے مراکز کیلئے پانچ ہزار نو سو باسٹھ (5962) علماء اور طالبات کیلئے گیارہ ہزار آٹھ سو چار (11804) خواتین معلمات کو نگرانی کیلئے مقرر کیا گیا ہے۔ گزشتہ سال کی نسبت مجموعی طور پر سولہ سو پچاسی (1685) نگران عملہ کا اضافہ ہو رہا ہے، جس میں چودہ سو اکیس (1421) خواتین نگران معلمات اور دو سو چونسٹھ (264) نگران علماء شامل ہیں۔

وفاق المدارس کے مثالی و شفاف نظام امتحان میں جہاں سینٹرز کے قیام کیلئے ضابطہ موجود ہے وہیں سینٹرز کے نگران اعلیٰ (چیف کنٹرولر) اور معاون نگران حضرات کی تقرری کیلئے بھی جامع طریقہ کار موجود ہے۔

اسی طرح امسال مذکورہ تعداد کے علاوہ اٹھاسی ہزار تین سو چوہتر (88374) ریکارڈ طلباء و طالبات شعبہ تحفیظ کا امتحان دیں گے، اس شعبہ کیلئے فن قرائت و تجوید سے منسلک تجربہ کار اور جید قراء پر مشتمل ممتحن اعلیٰ اور ممتحنین کو مقرر کیا جاتا ہے۔ اس سال ملک بھر میں تقریباً ساڑھے تین سو سے زائد قراء و قاریات اس شعبہ کا امتحان لیں گے۔

مذکورہ امتحانات کیلئے نگران عملہ اور ممتحنین کیلئے اضلاع کی سطح پر ہر سال باقاعدہ تربیتی نشستوں کا اہتمام وفاق المدارس کے تحت ہوتا ہے۔ جس میں امتحانی عمل سمیت تیکنیکی و فنی اعتبار سے ہونے والی تبدیلیوں سے بھی آگاہ کیا جاتا ہے۔ ان نشستوں میں گزشتہ سال کی کارکردگی کا جائزہ سمیت کسی بھی معمولی سی کوتاہی یا غلطی کی نشاندہی اور اصلاح بھی کی جاتی ہے۔ ان ایام امتحانات میں وفاق المدارس العربیہ کی مرکزی قیادت جہاں ہمہ وقت باریک بینی سے ہر پہلو اور ہر زاویہ سے نگرانی کے عمل کا جائزہ لیتی ہے وہیں اراکین امتحانی کمیٹی، صوبائی نظماء ان کے معاونین اور اضلاع کے مسؤلین و منتظمین سمیت مرکزی دفتر کا فعال عملہ بھی مستقل متحرک رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام قائدین، صوبائی نظماء، ان کے معاونین، مسؤلین و منتظمین سمیت مرکزی دفتر کے تمام اراکین کو آرڈینیٹرز کی خدمات کو قبول و منظور فرمائے، امت کے اس عظیم سرمایہ اور قیمتی اثاثہ کی حفاظت کے ساتھ سدا یوں ہی ترقیات پر گامزن رکھے۔ آمین!۔

☆☆☆

مدینہ مسجد کراچی کے انہدام کا عدالتی فیصلہ

اور اکابر علماء کا مساجد کے تحفظ کے لیے تاریخی فتویٰ

محمد احمد حافظ

مسجد اسلامی معاشرے میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ کرہ ارضی وجود میں آیا تو سب سے پہلے کعبۃ اللہ کی تعمیر ہوئی تاکہ بنی آدم اس کی طرف رخ کر کے اپنی عبادات بجالائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو قبا پہنچتے ہی سب سے پہلے مسجد تعمیر فرمائی، قبا سے مدینہ منورہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ورود ہوا تو سب سے پہلے اہل ایمان کے لیے مسجد کی تعمیر کی فکر فرمائی دیگر امور کی طرف بعد میں متوجہ ہوئے۔

مسلمان جہاں گئے، جہاں بھی نئے شہر بسائے مسجد ہمیشہ ان کی اوّلین ترجیح رہی۔ حتیٰ کہ شہروں کی تعمیر میں بھی قبلہ رخ کا خاص خیال رکھا گیا۔ وطن عزیز پاکستان جو مملکت خداداد ہے اور اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا ہے، جس کے آئین میں اسلام کو سپریم قانون کہا گیا ہے۔ یہاں عدلیہ کی جانب سے بعض اوقات ایسے فیصلے سامنے آتے ہیں جن کی کوئی توجیہ کرنا بظاہر ممکن نہیں ہوتا انہی میں ایک فیصلہ مدینہ مسجد طارق روڈ کراچی کے انہدام کا ہے۔

کراچی میں بلاشبہ بے شمار زمینوں پر ناجائز قبضے ہوئے ہیں اور عدالت عظمیٰ نے بجا طور پر اس کا نہ صرف نوٹس لیا ہے بلکہ کئی مقامات سے ناجائز قبضے ختم بھی کروائے ہیں۔

۲۸ ردسمبر کو سپریم کورٹ کراچی رجسٹری میں چیف جسٹس آف پاکستان گلزار احمد کی سربراہی میں ایک سماعت کے دوران مدینہ مسجد طارق روڈ کراچی کو مسمار کرنے کا بھی آرڈر جاری کر دیا گیا۔ اس سلسلے میں کمشنر کراچی اور ایڈمنسٹریٹر کراچی کو ایک ہفتے میں مسجد کو گرانے کا پابند کیا گیا۔ سپریم کورٹ کا فیصلہ سامنے آیا تو مدینہ مسجد کے نمازیوں اور ملک بھر کے دینی اور عوامی حلقوں میں تشویش کی شدید لہر دوڑ گئی اس لیے کہ طارق روڈ کی مدینہ مسجد چالیس برس قدیم ہے اور اسے تمام متعلقہ محکموں کی اجازت سے ہی تعمیر کیا گیا ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ:

مدینہ مسجد ٹرسٹ رجسٹرڈ جو طارق روڈ کراچی میں واقع ہے یہ مسجد ۱۹۸۰ء میں بنائی گئی، مدینہ مسجد باقاعدہ ٹرسٹ کے نام ہے، یہ ٹرسٹ ۱۹۸۶ء میں بنام: مدینہ مسجد ٹرسٹ حکومت سے رجسٹرڈ کروایا گیا، نیز ہر سال اس کی تجدید بھی کی جاتی ہے۔ مزید برآں پاکستان ایمپلائیز کوآپریٹو ہاوسنگ سوسائٹی کے جنرل سیکرٹری نے مورخہ ۶ دسمبر ۱۹۹۴ء کو لیٹر نمبر ۹۴/۱۶۵۵/PECHS کے مطابق دل کشا پارک کی جگہ پر پوری مارکیٹ، اہل علاقہ ومحلّہ، مکین حضرات کے

بیحد اصرار پر مدینہ مسجد تعمیر کی NOC دی، اور سنہ ۲۰۰۰ء میں ٹرسٹ کی رجسٹریشن کی با قاعدہ تجدید بھی کی گئی ہے، مدینہ مسجد کی زمین PECHS کی ملکیت تھی جن سے ۱۹۹۴ء میں با قاعدہ جدید تعمیر کی NOC حاصل کی گئی، اور حکومت سندھ کے محکمہ KBC جواب SBCA کہلاتا ہے سے ۱۹۹۶ء میں اس کا با قاعدہ نقشہ پاس کروایا گیا ہے۔

مدینہ مسجد ٹرسٹ کا ۱۹۹۷ء میں علامہ بنوری ٹرسٹ [جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاون] سے با قاعدہ الحاق کیا گیا ہے، مدینہ مسجد ٹرسٹ ہر سال اپنی آمدنی اور اخراجات کا آڈٹ بھی کرواتی ہے۔ان تمام قانونی کونبھانے کے باوجود نامعلوم وجوہ کی بنا پر عدالت عظمیٰ نے مدینہ مسجد کے انہدام کا فیصلہ دے دیا۔ یہ فیصلہ کسی غیر مسلم ملک میں سامنے آیا ہوتا تو حیرت کی بات نہ ہوتی مگر یہاں تو فیصلہ دینے والے جج مسلمان اور ملک بھی مسلمانوں کا ہے۔

سپریم کورٹ کے حالیہ فیصلے کے بعد ملک کے سرکردہ علماء سمیت سیاسی وسماجی رہنماؤں نے الیکٹرانک، پرنٹ اور سوشل میڈیا پر بھرپور انداز میں شدید تشویش کا اظہار کیا۔ چونکہ مسجد مسمار کرنے کے لیے نہایت مختصر وقت دیا گیا تھا اس لیے جمعیت علماء اسلام سندھ کے رہنما مولانا راشد سومرو، مولانا قاری محمد عثمان اور مولانا غیاث الدین فوراً متحرک ہوئے اور مدینہ مسجد کے معاملے کو عوامی سطح پر نہایت سلیقے سے اٹھایا، جمعیت علماء اسلام کے اس اقدام سے بڑے پیمانے پر مسجد انتظامیہ کے ساتھ اظہار یکجہتی کرنے والوں کا تانتا بندھ گیا۔ سوشل میڈیا پر عوامی احتجاج شدت اختیار کر گیا۔ چنانچہ اگلی سماعت پر اٹارنی جنرل سندھ خالد جاوید جان نے عدالت میں پیش ہوکر استدعا کی کہ:

''طارق روڈ پر قائم مدینہ مسجد کے گرائے جانے کے فیصلے پر نظر ثانی کی جائے، عدالت کے حکم کی وجہ سے مذہبی تناؤ جنم لے رہا ہے۔ مسجد گرانے کے حکم سے بہت سے سوالات جنم لے رہے ہیں۔''

جس پر عدالت عظمیٰ نے فیصلے پر نظر ثانی کی بجائے کہا کہ سندھ حکومت چاہے تو مسجد کے لیے متبادل زمین دے دے، اس پر اٹارنی جنرل نے کہا کہ جانتا ہوں کہ یہ ریاست اور حکومت کا فرض ہے کہ مسجد کے لیے زمین دے تاہم عدالت پہلے سندھ حکومت سے مدینہ مسجد پر تفصیلی رپورٹ لے۔

اس پر چیف جسٹس نے کہا کہ: ''ہم صرف اتنا کر سکتے ہیں کہ جب تک دوسری جگہ نہ ملے تب تک اس کو گرانے کا حکم نہ دیں، ہم اپنا آرڈر واپس نہیں لے سکتے۔

عدالت عظمیٰ کے یہ ریمارکس مزید تشویش کا باعث بنے اور دینی جماعتوں کی جانب سے شدید ردعمل سامنے آیا۔

ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہم نے اپنے بیان میں کہا:

''مدینہ مسجد کو شہید کرنے کے معاملے میں پوری قوم میں اضطراب اور تشویش کی لہر دوڑ گئی ہے، سپریم کورٹ سے اس فیصلے پر نظر ثانی کرے۔ آپ نے کہا کہ اسلام کے نام اور کلمہ طیبہ کے نعرے پر

بننے والی مملکت میں مساجد کے بارے اس قسم کا ماحول بننا افسوس ناک ہے۔''

۵/جنوری کو دارالعلوم کراچی میں خدمات وفاق کنونشن کے موقع پر وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم نے اپنے کلیدی خطاب کے آخر میں نہایت دردمندانہ انداز میں فرمایا:

''مدینہ مسجد طارق روڈ چالیس سال سے قائم ہے اس کے بارے (انہدام کا) یہ فیصلہ آیا ہے۔ یہ فیصلہ میں نے پڑھا ہے، صرف بیس سطروں کا یہ فیصلہ ہے، اتنے بڑے مسئلے پر فیصلہ دے دیا کہ مسجد کو گرادیا جائے، کون مسلمان ہے جس کا دل اس فیصلے سے رنجیدہ نہ ہوا ہو؟!، قانونی لحاظ سے جو عدالتی طریق کار ہے اس کا کوئی لحاظ نہیں رکھا گیا۔ متاثرہ فریق کی بات نہیں سنی گئی، اس پر تحقیق نہیں کی گئی اور یہ حکم جاری کردیا گیا ہے۔ ایسے دس فیصلے بھی آجائیں تو ہماری قوم ان شاء اللہ ایک اینٹ کو بھی گرنے نہیں دے گی۔ یہ انتہائی غلط فیصلہ ہے اس کے لیے اپیل داخل کردی گئی ہے ان شاء اللہ کامیابی ہوگی۔ لیکن افسوس اس بات پر ہوتا ہے کہ اسلامی ریاست میں اس طرح کے فیصلے آجائیں، بابری مسجد شہید کردی جائے انڈیا میں تو اس پر طوفان اٹھادیتے ہیں جو دوسرے ملک نے کیا تھا اور وہی کام ہم نے اپنی مسجدوں کے ساتھ شروع کردیا، اگر ایک مرتبہ قوم نے اس کو برداشت کرلیا خدانخواستہ تو بتائیں یہ سلسلہ کہاں تک جائے گا؟ لہٰذا اس بات کا پورا عزم رکھیں کہ یہ کام ہم نہیں ہونے دیں گے......ان شاء اللہ نہیں ہونے دیں گے۔''

۷/جنوری ۲۰۲۲ء جمعہ کے روز مدینہ مسجد کے تحفظ اور اس کی انتظامیہ سے اظہار یک جہتی کے لیے کراچی بھر کے ہزاروں افراد نے نماز جمعہ مدینہ مسجد میں ادا کی۔ مسجد، اطراف کی گلیاں اور مین طارق روڈ پر تاحد نگاہ صفیں نمازیوں سے پر تھیں۔ نماز جمعہ کے بعد مدینہ مسجد کے انہدام کے فیصلے کے خلاف عظیم الشان تاریخی احتجاجی مظاہرہ ہوا۔ اس مظاہرے میں صرف مذہبی جماعتوں کے افراد شامل نہیں تھے بلکہ سماج کے ہر طبقے سے تعلق رکھنے والے حضرات اس احتجاج میں شریک تھے۔ اس وقت اگرچہ سماعت کرنے والا بینچ تحلیل ہوگیا ہے اور وقتی طور پر خطرہ ٹل گیا ہے مگر ختم نہیں ہوا۔

مدینہ مسجد کی حساسیت کو دیکھتے ہوئے مسجد کی شرعی حیثیت پر جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن اور دارالعلوم کراچی نے اہم فتویٰ جاری کیا۔ نیز اسی طرح کے ایک مسئلے پر ۱۳/رجب ۱۳۸۲ھ (نومبر ۱۹۶۲ء) میں حضرت مولا مفتی ولی حسن ٹونکی، حضرت مولانا محمد یوسف بنوری اور مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہم اللہ نے ایک تاریخی فتویٰ جاری کیا تھا جس پر اس دور کے اکابر علماء......حضرت مولانا بدر عالم رحمۃ اللہ علیہ، حضرت

مولانا عبدالغفور عباسی مدنی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا خیر محمد رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ ،حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اور کئی دیگر سرکردہ علماء کے دستخط موجود ہیں۔ یہ فتوے تاریخی دستاویز ہونے کے ساتھ ساتھ اس حساس مسئلے پر راہنما کی حیثیت بھی رکھتے ہیں۔

یہ فتویٰ قارئین وفاق کے مطالعے کے لیے پیش کیا جارہا ہے تاکہ مساجد کی شرعی حیثیت اپنی تمام جزئیات کے ساتھ سامنے آجائے۔

اکابر علماء کا قدیم تاریخی فتویٰ:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

استفتاء......کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس معاملہ میں کہ شہر کراچی کے وسط میں ایک ڈاک خانہ ہے اور اس کے گوشہ میں نماز پڑھنے کا ایک چبوترہ، پاکستان اور تقسیم سے پہلے سے موجود تھا۔ جس پر لوگ نماز پڑھتے تھے۔ پاکستان کے قیام کے بعد نمازی بکثرت جمع ہوئے اور نماز جماعت سے ادا کرتے رہے۔ عام چندہ سے اہل محلّہ نے ایک سائبان بھی ڈال لیا ایک گز اونچی محراب کے گرد دیوار بھی تھی۔ حوض اور ٹوٹیاں بھی وضو کے لیے موجود تھیں۔ اہل محلّہ اور ملازمان ڈاک خانہ نے اس کی تعمیر کا ارادہ کیا، اور ملازمانِ ڈاک خانہ نے از سر نو تعمیر مسجد کے لیے اپنے افسران اعلیٰ سے درخواست دے کر اجازت بھی طلب کی اور اس محکمہ کے افسر اعلیٰ ڈائریکٹر جنرل اور پوسٹ ماسٹر جنرل نے اجازت تعمیر مسجد کی دیدی۔ اور نقشہ دومنزلہ بھی تیار ہوکر منظور ہوگیا۔ بنیاد از سر نو تعمیر مسجد کے لیے ایک جلسہ ۱۰/اکتوبر ۱۹۵۲ء کو ہوا جس میں معززین شہر علماء، حکام، عوام سب شریک تھے۔ اور عام مسلمانوں کے چندہ سے یہ مسجد دومنزلہ تعمیر ہوکر مکمل ہوگئی۔ اور دس سال سے عام مسلمان نماز جمعہ بھی ادا کرتے ہیں اور عام چندہ ہی سے اخراجات اس مسجد کے پورے ہوتے ہیں۔ عدالتی قانون کے تحت اب بتایا گیا ہے کہ یہ وقف اس لیے صحیح نہیں ہے کہ ڈائریکٹر جنرل صاحب اجازت دینے کے مجاز نہیں تھے۔ وزارت سے اجازت لینا چاہیے تھا عام مسلمان مسجد اور وقف عام ہی کی نیت سے اس کی تعمیر میں روپیہ لگا چکے ہیں۔ محکمہ نے کوئی ادنیٰ رقم بھی مسجد پر صرف نہیں کی ہے۔ از روئے شرع شریف اس مسجد کے لیے کیا حکم ہے؟۔ بینوا وتوجروا......فقط والسلام

المستفتی: ڈاکٹر محمد موسیٰ لطفی۔ صدر کراچی نمبر ۳

الجواب......مساجد شعائر اسلام میں سے ہیں۔ قرآن کریم اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ان کے شرف وفضل اور احکام کو مختلف جہات سے بیان فرمایا گیا ہے۔

اسی سلسلہ میں پہلے قرآن کریم کی آیات پر نظر ڈالیے۔ارشادِ ربانی ہے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰہِ اَنْ یُّذْکَرَ فِیْھَا اسْمُہٗ وَسَعٰی فِیْ خَرَابِھَا (بقرہ:پ ۱،ع ۱۳)

’’اور اس سے بڑا ظالم کون ہے جس نے منع کیا اللہ کی مسجدوں میں اللہ کا نام لینے سے اور ان کے اجاڑنے کی کوشش کی۔‘‘

آیت کریمہ جہاں مساجد کے شرف وفضل کو بیان کررہی ہے وہاں مساجد کے منہدم کرنے والے اور اس کی تخریب کی کوشش کرنے والے کی شدید مذمت کررہی ہے۔اور ایسے شخص کو سب سے بڑا ظالم کہا جارہا ہے۔آیت کریمہ سے یہ بھی معلوم ہورہا ہے کہ مسلمانوں کو مساجد کی تعمیر اور ان کی کثرت سے روکا نہیں جائے گا بلکہ اس سلسلہ میں ان کی ہمت افزائی کی جائے گی۔ چنانچہ مفسر کبیر ابوعبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی اپنی تفسیر ’’الجامع لاحکام القرآن‘‘ میں اس آیت کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں:

ولا یمنع من بناء المساجد الا ان یقصدوا الشقاق والخلاف بان بنوا مسجدا الی جنب مسجدٍ اوقریةٍ یریدون بذلک تفریق اھل المسجد الاول وخرابه. (ص:۷۸،ج:۲)

’’مساجد کی تعمیر سے کسی کو روکا نہیں جائے گا۔سوائے اس کے کہ تعمیر کرنے والوں کا ارادہ اختلاف اور پھوٹ ڈالنا ہو اس طرح کہ وہ کسی دوسری مسجد کے پہلو میں یہ مسجد تعمیر کریں اور ان کا مقصد پہلی مسجد کے نمازیوں میں تفریق ڈالنا ہو۔‘‘

امام رازیؒ اپنی تفسیر میں رقم فرما ہیں:

السعی فی تخریب المسجد قدیکون بوجھین احدھما منع المصلین والمتعبدین من دخوله فیکون ذالک تخریبا والثانی بالھدم والتخریب (ص:۶۸۳۔ج:۱)

مسجد کی تخریب کی کوشش دوصورتوں سے ہوتی ہے:(۱) نماز پڑھنے والوں اور عبادت کرنے والوں کو مسجد میں داخل ہونے سے روکنا۔(۲) مسجد کو ویران اور منہدم کرنا۔

اور سورہ توبہ میں ہے:

اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ وَلَمْ یَخْشَ اِلَّا اللّٰہَ فَعَسٰی اُولٰٓئِکَ اَنْ یَّکُوْنُوْا مِنَ الْمُھْتَدِیْنَ (سورہ توبہ۔پ:۱۰۔ع:۳)

’’ہاں!اللہ کی مسجدوں کو آباد کرنا ان لوگوں کا کام ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لائیں اور نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں اور بجز اللہ کے کسی سے نہ ڈریں۔‘‘

آیت کریمہ کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کی مساجد حقیقۃً ایسے ہی اولوالعزم مسلمانوں کے دم سے آباد رہ سکتی ہیں جو دل سے خدائے واحد اور آخری دن پر ایمان لا چکے ہیں، جوارح سے نمازوں کی اقامت میں مشغول رہتے ہیں، اموال میں باقاعدہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اسی لیے مساجد کی صیانت وتطہیر کی خاطر جہاد کے لیے تیار رہتے ہیں۔

آیت کریمہ سے یہ بھی بصراحت معلوم ہو رہا ہے کہ مساجد کی تعمیر کرنا کسی کے ایمان کی بڑی شہادت ہے، علامہ قرطبی اس آیت کے ذیل میں رقمطراز ہیں:

دلیل علیٰ ان الشھادۃ لعمّار المساجد بالایمان صحیحۃً وقد قال بعض السلف اذا رایتم الرجل یعمر المسجد فحسنوا به الظن (تفسیر الجامع لاحکام القرآن۔ص:۹،ج:۸)

سورہ نور میں ارشاد الٰہی ہے:

فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْکَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ یُسَبِّحُ لَهٗ فِیْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ (سورہ نور، پ۱۸، ع:۵)

''ان گھروں میں کہ اللہ نے حکم دیا ہے کہ ان کو بلند کرنے کا اور وہاں اس کا نام پڑھنے کا، یاد کرتے ہیں اس کی وہاں صبح اور شام۔''

اس سے پہلے کی آیات میں بتلایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نور سے تمام موجودات کی نمود ہے۔ پھر مومنین مہتدین کو اس نور الٰہی سے ہدایت وعرفان کا جو خصوصی حصہ ملتا ہے اس کو ایک بلیغ مثال سے سمجھایا گیا ہے، اس کے بعد فرمایا جا رہا ہے کہ یہ روشنی اللہ کے ان گھروں (مساجد) میں ملتی ہے۔ جن کو بلند رکھنے اور ان کی تعظیم وتطہیر کا حکم دیا گیا ہے اور یہ بتلایا گیا ہے کہ ان کو ہمیشہ ذکر، تسبیح اور عبادات الٰہی سے آباد رکھا جائے۔ آیت کریمہ سے بصراحت مساجد کی تعظیم اور ان کو آباد کرنے کا حکم معلوم ہو رہا ہے۔

آیات کے بعد جب ہم احادیث کی طرف آتے ہیں تو اس بارے میں کثرت سے احادیث ملتی ہیں۔ اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے یہاں چند احادیث پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: احب البلاد الی اللّٰه مساجدھا وابغض البلاد الی اللّٰه اسواقها. (رواہ مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''سب جگہوں میں پسندیدہ جگہ اللہ کے نزدیک مساجد ہیں اور مبغوض ترین جگہیں اللہ کے نزدیک بازار ہیں۔''

عن عثمان رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: من بنی مسجداً یبتغی به وجه

اللّٰہ بنی اللّٰہ له بیتاً مثله فی الجنة (بخاری)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص اللہ کی رضا جوئی کے لیے مسجد بناتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں اس کے مثل گھر بنائے گا۔''

عن بریده قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: بشر المشائین فی الظلم الی المساجد بالنور التام یوم القیامة (ترمذی)

حضرت بریدہؓ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو لوگ اندھیرے میں مسجد کی طرف جاتے ہیں ان کو قیامت کے روز نور تام کی بشارت دو۔''

بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ روایت ہے جس میں ان سات قسم کے لوگوں کا ذکر ہے جن کو اللہ تعالیٰ قیامت میں اپنے سایۂ رحمت میں جگہ دے گا ان میں سے ایک قسم یہ بھی ہے:

و رجل قلبه معلق بالمسجد ''وہ شخص جس کا دل مسجد میں اٹکا ہوا ہے۔''

قرطبی نے اپنی تفسیر میں آیت کریمہ ''فی بیوت اذن اللہ'' کے ذیل میں یہ حدیث درج کی ہے:۔

رواه انس بن مالک عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال: من احب اللّٰه عزوجل فلیحبنی ومن احبنی فلیحب اصحابی ومن احب اصحابی فلیحب القرآن ومن احب القرآن فلیحب المساجد فانها افینته اللّٰهو ابنیته ،اذن اللّٰه فی رفعها وبارک فیها میمونة میمون اهلها محفوظة محفوظ اهلها فی صلاتهم واللّٰه عزوجل فی حوائجهم فی مساجدهم واللّٰه من ورائهم (ص۲٦٦۔ج۱۲)

حضرت انس بن مالکؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے اس کو چاہیے کہ وہ مجھ سے محبت کرے اور جو مجھ سے محبت کرتا ہے وہ میرے اصحاب سے محبت کرے اور جو میرے اصحاب سے محبت کرے وہ قرآن سے محبت کرے اور جو قرآن سے محبت کرے اس کو چاہیے کہ مساجد سے محبت کرے کیونکہ یہ مساجد اللہ کے گھر ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے بلند کرنے کا حکم دیا ہے اور برکت رکھی ہے۔ ان میں مسجد والے بھی برکت والے ہیں۔ یہ مسجدیں بھی اللہ کی حفظ وامان میں ہیں اور یہاں آنے والے یہ لوگ اپنی نماز میں لگے ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی کارسازی میں۔''

دین میں مساجد کی اسی اہمیت کے پیش نظر شریعت محمدیہ علی صاحبہا الف الف تحیہ نے اسلامی حکومت کا فریضہ رکھا کہ وہ اسلامی حکومت کے زیر اثر شہروں اور آبادیوں میں مساجد تعمیر کرے اور بیت المال کی خاص مد سے اس کے مصارف برداشت کرے۔ چنانچہ فقہا بیت المال کے مصارف کے سلسلے میں لکھتے ہیں:

ورابعها فمصرفها جهات...... من انه يصرف الى المرضى والزمنى واللقيط وعمارة القناطر والرباطات والثغور والمساجد وماشبة ذلک (ردالمختار باب العشر ص۳۳۸۔ج۲)

''اور چوتھے حصے کے مصارف چند جہات ہیں کہ ان کو بیماروں اپاہجوں اور لاوارث بچوں، پلوں، سراؤں اور سرحدوں اور مساجد پر صرف کیا جائے۔''

اورعلامہ قرطبی اپنی تفسیر میں ایک مقام پرفرماتے ہیںؒ

قال ابو حنیفة ویبدأ من الخمس باصلاح القناطر وبناء المسجد وارزاق القضاة والجند وروی نحو ذلک عن الشافعی ایضاً (ج:۷ص:۱۱)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پانچویں حصہ کی تقسیم پلوں کی مرمت، مساجد کی تعمیر، قاضیوں اور فوج کی تنخواہوں سے شروع کی جائیں۔امام شافعیؒ سے بھی اسی طرح روایت ہے۔

لہذا اسلامی حکومت کے جہاں بہت سے فرائض ہیں وہاں یہ بھی اہم فریضہ ہے کہ لوگوں کی ضرورت وحاجت کے پیش نظر مساجد تعمیر کریں۔ البتہ بدقسمتی سے کوئی حکومت اس فریضہ کی ادائیگی میں کوتاہی کرتی ہے تو عوام پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنی ضرورت وحاجت کے پیش نظر مساجد کی تعمیر کرے اور امام وخطیب اور مؤذن کی تقرری اور تولیت کے انتظامات اپنے ذمہ لیں۔

دیکھیے جمعہ اور عیدین کے انتظامات امام اور حکومت اسلامی کے فرائض میں سے ہے۔ بلکہ امامتِ کبریٰ کے مقاصد میں اس کو داخل کیا گیا ہے فقہاء اسلام نے جہاں امامت کبریٰ (خلافت) کی ضرورت کو بیان کیا ہے وہاں تصریح کی ہے:۔

والمسلمون لابد لهم من امام بقوم بتنفیذاحکامهم واقامة حدودهم وسد ثغورهم وتجهیز جیوشهم واخذ صدقتهم وقهر المتغلبة والمتلصصة وقطاع الطریق و اقامة الجمع والاعیاد.
(ردالمختار،ص:۵۱۲،ج:۱)

''مسلمانوں کے لیے ایک امام ہونا ضروری ہے جو احکام جاری کرے، حدود قائم کرے، سرحدوں کی حفاظت کرے، فوج کو تیار رکھے، زکوٰۃ وصول کرے۔ باغیوں، چوروں، ڈاکوؤں کو مقہور کرے، جمعہ اور عیدین کی اقامت کرے۔''

اب اگر کوئی اسلامی حکومت اس فریضہ سے غافل رہتی ہے تو یہ اس کی بہت بڑی کوتاہی ہے اور اپنے منصب سے غفلت ہے اور جب حکومت غفلت کرے تو عوام اور پبلک پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اس کے انتظامات کریں

چنانچہ فقہاء نے تصریح کی ہے:

ولھذا لو مات الوالی او لم یحضر لفتنة ولم یوجد احد ممن له حق اقامته الجمعة نصب العامة لھم خطیبا (ردالمحتار ص۷۴۸ ج۱)

''اسی لیے اگر کوئی حاکم مر جائے یا وہ فتنے کی بنا پر موجود نہ ہو اور کوئی ایسا آدمی بھی نہ ہو جس کو جمعہ کی اقامت کا حق ہے تو عوام اور پبلک اپنے لیے خطیب کے انتظامات کر لیں۔''

اسی طرح اس قسم کے بہت سے امور ہیں شریعت نے عوام کو اختیارات دیئے ہیں مندرجہ ذیل جزئیات پر غور کیجئے:۔ ردالمحتار میں ہے:

ولھم نصب متول وجعل المسجدین واحد او عکسه لصلاة (ردالمحتار ص۶۶۰ ج۱)

''اور عوام کو متولی مقرر کرنے اور دو مسجدوں کو ایک کرنے یا ایک مسجد کو دو مسجدیں کرنے کا حق حاصل ہے۔''

وفی الخانیة طریق للعامة وھی واسع فبنی فیه اھل المحلة مسجداً للعامة ولایضر ذٰلک بالطریق قالوا لاباس به وھکذا روی عن ابی حنیفة ومحمد ان الطریق للمسلمین والمسجد لھم ایضاً (ص۶۷۱ ج۵)

''خانیہ میں ہے عوام کا ایک راستہ ہے اور وہ وسیع ہے محلّہ والے اگر اس میں مسجد تعمیر کر لیں اور اس تعمیر سے راستے کی آمد و رفت میں کوئی رکاوٹ نہ ہو تو فقہاء اس کو جائز سمجھتے ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ اور محمد رحمۃ اللہ سے اسی طرح مروی ہے کہ راستہ بھی مسلمانوں کا ہے اور مسجد بھی انہی کی ہے۔''

فتاویٰ عالمگیر میں مرقوم ہے:

ذکر فی المنتقٰی عن محمد رحمه اللّٰه فی الطریق الواسع بنٰی فیه اھل المحلة مسجدا وذٰلک لایضر بالطریق فمنعھم رجل فلاباس ان یبنوا (ص۴۵۶۔ج۲)

''منتقی میں امام محمدؒ سے روایت ہے کہ ایک وسیع راستہ ہے محلّہ والوں نے اس میں مسجد تعمیر کر لی اور راستہ کی آمد و رفت میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تو اگر کوئی شخص منع بھی کرے تب بھی مسجد بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔''

فتاویٰ حمادیہ میں ہے:۔

من الغیاثیة نھر لاھل قریة فاراد جماعته ان یبنوا علیه مسجدا فلاباس به (ص۳۴۸۔ج۱)

''فتاویٰ غیاثیہ میں ہے کہ کسی گاؤں کی نہر ہے ایک جماعت اس کے اوپر اگر مسجد تعمیر کر لے تو کچھ حرج نہیں ہے۔''

پاکستان بن جانے کے بعد حکومت کے جہاں اور اہم فرائض تھے وہاں یہ بھی فریضہ تھا کہ آبادی کے تناسب سے

جگہ جگہ مساجد تعمیر کرتی۔ یہ عجیب سی صورت حال ہے کہ یہاں کالونیاں اور بستیاں تعمیر کی جاتی ہیں جن میں ہسپتالوں اسکولوں کھیل کے گراؤنڈ اور سینماؤں کے لیے پہلے سے جگہیں مقرر کرلی جاتی ہیں۔لیکن مساجد کے لیے آبادی کے تناسب سے جتنی ضرورت ہے اتنا لحاظ نہیں رکھا جاتا۔نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ باوجود اس امر کے کہ آجکل مسلمانوں میں روز بروز دینی انحطاط ہوتا جارہا ہے اور اس لیے نمازیوں کی تعداد میں برابر کمی ہوتی جارہی ہے تاہم مساجد کی قلت میں فرق نہیں پڑتا اور نمازی اپنی ضرورت کے لحاظ سے اس بات پر مجبور ہوتے ہیں کہ وہ مناسب جگہ پر مسجد کی تعمیر کریں لیکن اس صورت میں ہمت افزائی کرنے کی بجائے طرح طرح کی رکاوٹیں ڈالی جاتی ہیں۔ یہ عجیب سی صورت حال ہے حکومت اس بارے میں جس قدر جلد نظر ثانی کرے بہتر ہے۔

اس تمہید کے بعد اس مسجد کے متعلق حکم شرعی تحریر کیا جاتا ہے جس کے متعلق استفتاء کیا جارہا ہے:

شریعت کے احکام کی روشنی میں یہ مسجد ہو چکی ہے۔اس کو نہ اب توڑا جاسکتا ہے اور نہ دوسری جگہ منتقل کیا جاسکتا ہے۔دینی امور میں عدالتی قانون کو شرعی قانون کے مقابلے میں کوئی برتری حاصل نہیں ہے۔اس کا مسجد ہونا چند وجوہ سے ظاہر ہے:

الف:...... جب ڈاک خانے والوں نے مسجد کے لیے ایک علیحدہ جگہ مقرر کردی اور نماز پڑھنے کی اجازت دیدی تو یہ مسجد ہوگئی۔(**اشار باطلاق قوله ویا ذن للناس فی الصلاة انه لایشترط ان یقول اذنت فیه بالصلاة جماعة ابداً بل الاطلاق کاف**. (بحر الرائق ص۲۶۹ ج۵)

(**بنی فی فنائه فی الرستاق دکانا لاجل الصلاة یصلون فی بجماعة کل وقت فله حکم المسجد.** (بحر الرائق۔ص۲۷۰۔ج۵)

(**وقد راینا بُبخاریٰ وغیرها فی دور و سکک فی ازقة غیر نافذة من غیر شک الائمة والعوام فی کونها مساجد فعلی هذا المساجد التی فی المدارس بجُرجانیة خوازم مساجد لانهم لایمنعون الناس من الصلاة فیها واذا اغلقت یکون فیها من اهلها.** (بحر الرائق۔ص۲۶۹۔ج۵)

(**جعل وسط دارہٖ مسجدا واذن للناس فی الدخول والصلاة صار مسجدا فی قولهم.** (بحر الرائق۔ج۵۔ص۲۷۰)

ب:......جیسا کہ پہلے لکھا جاچکا ہے عوام کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنی ضرورت کے لیے اگر مناسب سمجھیں تو شارع عام پر مسجد تعمیر کرسکتے ہیں بشرطیکہ آمد ورفت میں کوئی خاص رکاوٹ نہ ہو اور ایسی صورت حال میں حکومت کو بھی اجازت دیدینا ضروری ہے۔اہل محلّہ اور ڈاکخانے والوں نے اپنے شرعی حق کو استعمال کیا ہے لہٰذا ان کا فعل درست

اوران کی تعمیر کردہ مسجد مسجد ہے۔

ج:......ڈاکخانے کے ایک ذمہ دار کی اجازت دیدینا اور نقشہ کا منظور ہوجانا سب اذن میں داخل ہے۔

د:......دس سال سے حکومت کے سامنے نمازیں پڑھی جارہی ہیں اور ممانعت نہیں کی جارہی ہے۔

مسجد ایک مرتبہ تعمیر ہوجانے کے بعد ہمیشہ کے لیے مسجد ہوجاتی ہے۔حتیٰ کہ فقہانے تصریح کی ہے کہ اگر کسی نے غصب کر کے زمین حاصل کرلی اور اس پر مسجد تعمیر کرلی تو غاصب سے یہ تو کہا جائے گا کہ مالک کو ضمان ادا کردے البتہ مسجد کو توڑا نہیں جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم!۔

کتبہ احقر العباد ولی حسن عفی عنہ

دارالافتا مدرسہ عربیہ اسلامیہ کراچی نمبر۵

۱۳؍رجب۱۳۸۲ھ

تصدیقات:

۱......محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ

۲......مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ

۳......حضرت مولانا بدر عالم رحمۃ اللہ علیہ مہاجر مدینۃ المنورۃ

۴......حضرت مولانا عبدالغفور عباسی مدنی رحمۃ اللہ علیہ المہاجر بالمدینۃ المنورۃ

۵......حضرت مولانا خیر محمد رحمۃ اللہ علیہ، مہتمم جامعہ خیرالمدارس ملتان

۶......حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ، مفتی جامعہ قاسم العلوم ملتان

۷......حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ، مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

۸......حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ ناظم اعلیٰ جمعیت علماء اسلام مغربی پاکستان

۹......حضرت مولانا موسیٰ خان روحانی البازی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس اعلیٰ جامعہ قاسم العلوم ملتان

۱۰......حضرت مولانا محمد عبدالرشید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ، مدرسہ اسلامیہ نیوٹاؤن کراچی

۱۱......حضرت مولانا عبدالحق نافع رحمۃ اللہ علیہ، زیارت کاکاخیل، نوشہرہ

۱۲......حضرت مولانا ایوب جان بنوری رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث ومہتمم دارالعلوم سرحد پشاور شہر

۱۳......حضرت مولانا محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ، مفتی ومہتمم مدرسہ سراج العلوم سرگودھا

۱۴......حضرت مولانا محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ، ناظم محکمہ امور مذہبیہ بہاولپور

۱۵......حضرت مولانا سید حبیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ، معلم اعلیٰ جامعہ عباسیہ بہاولپور

۱۶......حضرت مولانا عبدالحنان رحمۃ اللہ علیہ خطیب جامع مسجد صدر راولپنڈی

۱۷......حضرت مولانا عبدالرقیب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک

۱۸......حضرت مولانا مفتی عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ مفتی جامعہ خیرالمدارس ملتان

۱۹......حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ جامعہ رشیدیہ منٹگمری (ساہیوال)

۲۰......حضرت مولانا فضل محمد رحمۃ اللہ علیہ مہتمم مدرسہ قاسم العلوم فقیر والی

۲۱......حضرت مولانا قاضی عبدالصمد سربازی رحمۃ اللہ علیہ، قاضی القضاۃ محکمہ امور شرعیہ قلات

۲۲......حضرت مولانا عبدالقادر آزد رحمۃ اللہ علیہ جنرل سیکریٹری اسلامی مشن پاکستان بہاولپور

۲۳......حضرت مولانا مجاھد خان الحسینی فاضل دیوبند، نوشہرہ کلاں

۲۴......حضرت مولانا فضل احمد رحمۃ اللہ علیہ صدر مدرس مدرسہ دارالعلوم الاسلامیہ لکی مروت

۲۵......مولانا محمد رمضان رحمۃ اللہ علیہ میانوالی

۲۷......حضرت مولانا محمد خلیل رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ اشرف العلوم باغبانپورہ گوجرانوالہ

۲۸......مولانا قاری محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ، ناظم تعلیماتِ قرآن حیدرآباد اینڈ خیرپور ڈویژن مغربی پاکستان

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا تائیدی فتویٰ:

اس فتویٰ کی توثیق کرتے ہوئے مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی قدس سرہ نے جو تعلیق کی وہ حسب ذیل ہے:

دارالافتاء مدرسہ عربیہ نیوٹاؤن کا فتویٰ متعلقہ مسجد پوسٹ آفس کراچی دیکھا، میرے نزدیک جواب صحیح ہے۔اس مسجد کا مسجد شرعی اور وقف ہونا متعدد وجوہ سے ثابت ہے۔

(۱) یہ جگہ بنائے پاکستان سے انگریزی حکومت کے زمانے سے مسجد بنی ہوئی ہے جس میں باقاعدہ نماز بجماعت ہوتی ہے اور عام مسلمان اس میں شریک ہوتے ہیں جو مسجد شرعی ہونے کی واضح علامت ہے۔خصوصاً جبکہ اس وقت کے حکام نے اس پر کوئی اعتراض بھی نہیں کیا۔

(۲) پاکستان کے ایک اسلامی مملکت بن جانے کے بعد ضرورت کے مواقع میں مساجد کی تیاری اور جو

مساجد پہلے سے موجود ہیں ان کی بقاء واستحکام کا فریضہ خود حکومت پر عائد ہوگیا اور اس نے بھی دس سال تک اپنے فرض کے مطابق اس کو قائم رکھا۔

(۳) مسلمان اہل محلّہ اور ملازمین پوسٹ آفس نے ضرورت محسوس کر کے اس کو پختہ بنانا چاہا تو حکومت کے ذمہ دار افسر پوسٹ آفس سے اجازت طلب کی، اس کی اجازت دینے اور نقشہ پاس کرنے کے بعد مطمئن ہوکر غریب مسلمانوں نے بڑی مقدار میں چندہ جمع کر کے اس کو دو منزلہ تعمیر کرالیا۔ سال بھر سے زیادہ تعمیر کا سلسلہ چلتا رہا۔ اس دوران میں بھی حکام بالا میں سے کسی نے اس تعمیر کو قابل اعتراض نہیں سمجھا۔

مذکورہ بالا وجوہ کی بنا پر بلاشبہ یہ جگہ وقف اور مسجد شرعی ہے اس پر کسی قسم کی دست اندازی اور خلاف شرع تصرف نہ عام مسلمانوں کے لیے جائز ہے نہ کسی حکومت کے لیے۔ یہ کہنا کہ جس افسر نے اجازت دی ہے وہ قانونی طور پر اجازت دینے کا مجاز نہیں تھا۔ اول تو اس لیے صحیح نہیں کہ اس کی اجازت کا تعلق مسجد کے مسجد بننے سے نہیں کیونکہ وہ تو پہلے ہی مسجد بنی ہوئی تھی۔ بلکہ اس اجازت کا تعلق اس کے نقشہ اور موجودہ تعمیر سے ہے۔ اب اگر فی الواقع وہ قانونی طور پر اس اجازت کا مجاز نہیں تھا تو اس کا فرض تھا کہ افسر متعلقہ کی طرف رجوع کر کے اجازت دیتا۔ عوام کو ان قانونی موشگافیوں سے ظاہر ہے کہ واقفیت نہیں ہوتی۔ جب اس نے اجازت دے دی اور اس کی بنا پر مسلمانوں کے عام چندہ سے مسجد تعمیر کر لی گئی اور سال بھر سے زیادہ اس کی تعمیر کا سلسلہ جاری رہا اس درمیان میں کبھی حکام بالا کی طرف سے بھی اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوا تو اب یہ حکومت ہی کی اجازت سمجھی جائے گی۔

اس اجازت کے بعد اس کو ہٹانا یا اس میں کوئی ایسا تصرف کرنا جو عام مساجد میں جائز نہیں حکومت کے لیے بالکل غیر اسلامی اور ناجائز اقدام ہوگا اور مسلانوں میں اضطراب وفتنہ کا موجب ہوگا۔

اگر فی الواقع قانونی ضابطہ پوری میں کوئی کمی رہ گئی ہے تو مسلم حکام بالا کے لیے کچھ مشکل نہیں کہ اس کو آج پورا کر کے خود بھی ثواب میں داخل ہوں اور مسلمانوں کو بھی اضطراب وانتشار سے محفوظ رکھیں۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ
دار العلوم کراچی نمبرا
۱۴/رجب ۱۳۸۲ھ

الجوب صحیح......سید اختر حسین
مدرس دار العلوم دیوبند ضلع سہارنپور

الجواب صواب...... بندہ محمد بدر عالم عفی عنہ
المدینۃ المنورہ

☆......☆......☆

شرح حدیث کے قدیم اور معاصر مناہج کا تعارف

مفتی ابوالخیر عارف محمود
مدیر دارالتصنیف کشروٹ گلگت

شرحِ حدیث فروعاتِ علم حدیث میں سے ہے، علمِ شرح الحدیث وہ علم ہے جس میں قواعد عربیہ اور اصول شرعیہ کی روشنی میں بقدر طاقتِ بشریہ احادیث شریفہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد معلوم کرنے کی تحقیق وجستجو کی جاتی ہے۔

حدیث شریف کے طلبہ، مدرسین اور علم شرح الحدیث پر تحقیق کرنے والے محققین کے لیے شروح حدیث کو سمجھنے اور ان سے استفادہ کرنے کے لیے ان مناہج کی معرفت ضروری ہے جن کی بنیاد پر شروحات حدیث کو لکھا اور بطورفن آگے بڑھایا گیا ہے۔ متقدمین اور معاصر شراح حدیث نے اس سلسلہ میں جن مناہج کو اختیار کیا ہے انہیں فلسطین کے نامور عالم دین ڈاکٹر بسام خلیل صفدی صاحب حفظہ اللہ نے اپنی کتاب "علم شرح الحدیث" کے بحث رابع میں مفصل بیان کیا ہے، ہم نے علوم حدیث کے شائقین کی سہولت کے لیے اس بحث کو بعض مفید اضافہ جات کے ساتھ اردو کے قالب میں ڈھالا ہے، اس کے علاوہ علوم حدیث کے نامور محقق و ماہر استاذ حضرت مولانا نور البشر صاحب حفظہ اللہ (مدیر معہد عثمان بن عفان کراچی) کے منہج کو بطور خاص مفصل بیان کیا ہے۔

شرح حدیث کے تین مناہج:

ڈاکٹر بسام صفدی صاحب حفظہ اللہ نے لکھا ہے کہ بعض شروحات حدیث اور ان کے مناہج پر لکھی گئی کتابوں میں غور وفکر کرنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شارحین حدیث نے اس سلسلہ میں تین مناہج وطرق اختیار کیے ہیں۔

پہلا طریقہ: موضوعاتی شرح:

اس طریقہ کے مطابق مطلوبہ حدیث کی اسناد ومتن ہر دو اعتبار سے شرح کی جاتی ہے، تحقیق کو مختلف اصطلاحی عنوانات یا مباحث یا مسائل یا فوائد وغیرہ میں تقسیم کیا جاتا ہے اور ہر موضوع سے متعلق حدیث کی شرح بیان کی جاتی ہے، ایسا کرنے والے تعداد میں نہ کم ہیں نہ ہی زیادہ، ان میں سے بعض شارحین نے حدیث کے متن اور اسنادی مباحث کو تفصیل سے بیان کیا ہے اور بعض نے اختصار سے کام لیا ہے اور صرف ان مباحث کو بیان کیا ہے جو ان کی

نگاہ میں ضروری تھے اور جن کو بیان کرنے ضرورت وحاجت تھی۔

موضوعاتی شرح کا طریقہ کار:

موضوعاتی طریقے پر شرح کرنے والا شارح حدیث مصنف یا جامع و ماتن کی ترتیب کے مطابق شرح کا التزام نہیں کرتا، بلکہ اپنے ترتیب دیے ہوئے مباحث کے مطابق چلتا ہے، مثال کے طور پر امام بخاری رواتِ حدیث اور اسنادی مسائل کو نفس حدیث سے مؤخر فرماتے ہیں، چناں چہ جو شارح بھی مذکورہ طریقہ کے مطابق صحیح بخاری کی شرح کرتا ہے وہ روات اور اسناد سے متعلق گفتگو کو متن پر مقدم کرتا ہے، وہ شروحات جن میں موضوعاتی طریقہ کے مطابق شرح کی گئی ہے ان میں ابن العربی کی کتاب "عارضة الأحوذی بشرح صحيح الترمذی "، ابن دقیق العید کی کتاب" شرح الإلمام بأحاديث الأحكام "، ابن الملقن کی کتاب"التوضيح لشرح الجامع الصحيح " اور"الإعلام بفوائد الأحكام"وغیرہ شامل ہیں جن کا مطالعہ کر کے محقق انہیں مذکورہ طریقہ پر پاتا ہے۔

اولین موضوعاتی شارح:

اس طریقہ کار کے مطابق شرح کرنے والے اولین شارح امام کبیر ابو حاتم ابن حبان بستی ہیں، ان کی کتابوں اور ان کی نافعیت کے حوالہ سے خطیب بغدادی کی گفتگو سے یہی ظاہر ہوتا ہے، انہوں نے کہا کہ ابن حبان نے آخری کتاب "الهداية إلى علم السنن" لکھی اور اس میں علم حدیث اور فقہ دونوں علوم کیا ظہار کا قصد فرمایا، اس کتاب میں ان کا منہج یہ ہے کہ پہلے ایک حدیث ذکر کر کے اس پر ترجمہ قائم کرتے ہیں، پھر یہ بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث کس راوی کا تفرد ہے اور اس راوی کا تعلق کس شہر سے ہے، پھر سند میں مذکور اپنے شیخ سے لے کر صحابی تک تمام راوت کے حالات نام، نسبت، تاریخ پیدائش اور وفات، کنیت، قبیلہ، اور اس راوی کی فضیلت و بیدار مغزی وغیرہ بیان کرتے ہیں، اس کے بعد اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے اس کے معانی، احکام اور اس سے مستنبط شدہ حکمتوں کو ذکر کرتے ہیں، اگر زیر بحث روایت کے معارض کوئی اور روایت موجود ہو تو اسے بیان کر کے دونوں روایتوں میں جمع فرماتے ہیں، اسی طرح دیگر کسی روایت میں اس حدیث کے الفاظ باہم متضاد وارد ہوئے ہوں تو انتہائی باریکی سے ان متضاد لفظوں کو باہم جمع فرماتے ہیں کہ تضاد ختم ہونے کی ساتھ ہر روایت کے فقہی اور حدیثی مباحث بھی معلوم ہوجاتے ہیں، ابن حبان کی کتابوں میں سے مذکورہ کتاب انتہائی عمدہ، شاندار اور عزیز تر ہے۔(۲)

ابن العربی کا طریقہ ومنہج:

ابن العربی نے اپنی کتاب "عارضۃ الأحوذی" کے مقدمہ میں موضوعاتی شرح کے حوالہ سے اپنے

طرزِ عمل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ ہم اپنی شرح کی ترتیب کے مطابق: اسناد، رجال، غریب الحدیث، فن نحو کے کچھ مباحث، توحید، احکام، آداب، حکمتوں پر مبنی نکتے اور مصالح کی طرف اشارہ جیسے موضوعات پر کلام کریں گے۔(۳)

ابن الملقن کا طریقہ ومنہج:

ابن الملقن نے ابن العربی سے زیادہ تفصیل اور وضاحت سے یہ بات کی ہے، انہوں نے "التوضیح" کے مقدمہ میں شرح کے حوالہ سے اپنا جو مسلک بیان کیا ہے اس کی اہمیت کے پیش نظر میں اسے یہاں مکمل نقل کر رہا ہوں، ابن الملقن نے فرمایا کہ میں مقصود کو (مندرجہ ذیل) دس اقسام میں بیان کروں گا:

۱......پہلی قسم اسناد کے دقائق ولطائف کے بیان میں۔

۲......دوسری قسم میں رجال اسناد، متن حدیث کے مشکل الفاظ اور لغت وغریب الحدیث کو ضبط کیا جائے گا۔

۳......قسم ثالث ان رواۃ کے اسامی کے بیان پر مشتمل ہوگی جو کنیت یا آباواُمہات (ابن فلاں یا ابن فلانہ) کی نسبت کے حامل ہوتے ہیں۔

۴......قسم رابع میں مختلف ومؤتلف (یعنی مختلف ومتحد علوم حدیث کی اصطلاحات) کو بیان کیا جائے گا۔

۵...... پانچویں قسم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین اور تبع تابعین کے تعارف، ضبط انساب اور ان کی پیدائش اور وفات کے بیان پر مشتمل ہوگی۔

۶......چھٹی قسم میں مرسل، منقطع، مقطوع، معضل، غریب، متواتر، احاد، مدرج اور معلل روایات کی وضاحت کی جائے گی اور جن احادیث پر ارسال یا وقف وغیرہ کی وجہ سے کلام کیا گیا ہو تو ان کا جواب دیا جائے گا۔

۷......ساتویں قسم میں غیر واضح اور پوشیدہ فقہی مسائل، ان کے استنباط اور تراجم ابواب کو بیان کیا جائے گا، اس لیے کہ بعض مقامات ایسے ہوتے ہیں جہاں مطالعہ کرنے والا نہ سمجھنے کی وجہ سے حیران رہ جاتا ہے، نیز اصلِ حدیث اور اس کی تخریج کرنے والے کی نشاندہی وغیرہ کا بیان بھی ہوگا، جیسا کہ عنقریب آپ دیکھیں گے۔

۸......آٹھویں قسم تعلیقات، مراسیل اور مقطوع روایات کی سند کے بیان پر مشتمل ہوگی۔

۹......نویں قسم میں مبہمات اور احادیث میں مذکور اماکن کو بیان کیا جائے گا۔

۱۰......دسویں قسم میں احادیث سے مستنبط کردہ بعض اصول وفروع، آداب اور زہد وغیرہ کی طرف اشارہ کیا جائے گا اور مختلف روایات کے درمیان جمع کے ساتھ ساتھ ناسخ ومنسوخ، عام وخاص اور مجمل ومبین کو ذکر کیا جائے گا

اور اس میں واقع مذاہب کو بھی واضح کیا جائے گا، میں ان شاء اللہ حدیث کے ظاہری اور مخفی معانی وغیرہ اقسام کو بھی بیان کروں گا، اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اللہ ہم پر ان علوم کا فیضان فرمائے، (آمین)۔(۴)

قارئین یہاں یہ بخوبی دیکھ سکتے ہیں کہ ابن الملقن نے سند اور متن سے متعلق کسی بحث کو ترک نہیں کیا، بلکہ تمام ہی مباحث سے تعرض فرمایا اور ان کی طرف اشارہ فرمایا اور جتنے مباحث انہوں نے ذکر کیے ان کا کافی حد تک التزام بھی کیا ہے۔

ڈاکٹر نزار ریان کا منہج وطریقہ:

شرح حدیث کا موضوعاتی طریقہ ومنہج اختیار کرنے والوں میں عالم عرب کے ڈاکٹر نزار ریان بھی ہیں جو زمانہ قریب ہی میں فوت ہوئے ہیں، انہوں نے حدیث کے مباحث اور مسائل کو وسعت دی اور درج ذیل انیس مباحث کو ذکر کیا ہے(۵):

۱......تخریجِ حدیث۔

۲......اسناد کا شجرہ (نقشہ)۔

۳......رجال سند کی تحقیق اور اسناد پر حکم لگانا۔

۴......الفاظِ تلقی حدیث اور ادا کا بیان۔

۵......لطائفِ سند، یعنی سند کے نکتے۔

۶......حدیث کی خاطر سفر کا بیان۔

۷......مصطلح الحدیث سے متعلق مسائل کا بیان۔

۸...... محدث کے مناہج حدیث، یعنی جس محدث کی کتاب کی شرح لکھی جا رہی ہے اس کے منہج کا بیان۔

۹......حدیث سے متعلق محدث کی شرائط کا وقوع وثبوت۔

۱۰......حدیث کے وارد ہونے کا سبب۔

۱۱......محدث کا زیر بحث باب یا ترجمہ میں حدیث لانے کا سبب۔

۱۲......ترجمۃ الباب اور حدیث کے درمیان مطابقت۔

۱۳......حدیث کا جامع متن اور الفاظ حدیث کے درمیان مقارنہ۔

۱۴......لغت اور غریب الحدیث کا بیان۔

۱۵......حدیث کا معنی وشرح۔

۱۶......موضوعاتی مباحث۔

۱۷......مشکل الحدیث اور مختلف الحدیث کا بیان۔

۱۸......حدیث سے مستنبط شدہ احکام۔

۱۹......حدیث سے مستفاد دعوتی اور تربیتی نکات واشارات۔

ڈاکٹر نزار ریان کی شرح صحیح مسلم:

ڈاکٹر نزار ریان اپنے اختیار کردہ منہج کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اور اس سے حاصل ہونے والے فوائد، توانائی اور ثمرات کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنی شرح" إمداد المنعم شرح صحيح الإمام مسلم" میں ایسے منہج کو اختیار کیا ہے جس کی بنیادیں انہوں نے ایک طویل عرصہ معتبر جامعات جیسے جامعہ امام محمد بن سعود الاسلامیہ ریاض، جامعہ اردنیہ کی کلیۃ الشریعہ اور ام درمان کی جامعہ القرآن الکریم والعلوم الاسلامیہ کے کلیہ اصول الدین میں بڑے عظیم اساتذہ کرام کے اشراف میں حدیث شریف کی تحقیق کرتے ہوئے رکھی ہیں، چناں چہ انہوں نے ان بڑے و عظیم اساتذہ سے خوب علمی سیرابی حاصل کی، پھر اس کے بعد جامعہ اسلامیہ فلسطین میں کلیہ اصول الدین کے درجہ عالیہ کے پہلے اور دوسرے مرحلہ کے طلبا کو حدیث نبوی شریف کے مناہج کی مسلسل تدریس کی، اس دوران مختلف ابواب کی احادیث کثیرہ کی تشریح کی، احادیث اور شروحات حدیث کی کثرت مراجعت کے نتیجہ میں ایک ایسے وسیع منہج کو منتخب کیا جس کی بنا پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں پوشیدہ فوائد کا استخراج کیا اور عمدہ معانی اور لطیف حکمتوں کو سامنے لائے، جب کہ متقدمین اہل علم نے حدیث کی روایت ودرایت اور اسانید ومتون کی مکمل تحقیق کے اعتبار سے خدمت کے جو قواعد مضبوط بنیادوں پر قائم فرمائے ہیں ان سے غافل ہوئے بغیر اس عمل کو انجام دیا، یعنی متقدمین کے ان مظبوط وبنیادی قواعد سے بھی استفادہ کیا۔

ڈاکٹر نزار یہ سمجھتے ہیں کہ شرح حدیث سے متعلق ان کا منہج شرح حدیث کے بارے میں متعدد جگہوں میں منتشر کلام کو یکجا کرے گا، اس لیے کہ اس منہج میں سند کی مکمل تحلیل وتجزیہ اور شرح ووضاحت ہوتی ہے تو متن کے ایک ایک کلمہ اور ایک ایک چیز کی تحقیق کی جاتی ہے اور ہر مشکل لفظ اور معاملہ کی سے وضاحت کی جاتی ہے۔(٦)

ڈاکٹر بسام خلیل صفدی صاحب فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں شرح حدیث کا یہ والا منہج زیادہ مناسب ہے، طالب علم دیگر مناہج کے مقابلہ میں اسے زیادہ قبول کرتے ہیں، اس منہج کے ذریعہ قاری کے لیے شرح حدیث کا استیعاب بھی آسان ہوتا ہے۔(۷)

مولانا نورالبشر صاحب حفظہ اللہ کا منہج:

حضرت شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب رحمہ اللہ کے درسی افادات پر مشتمل صحیح البخاری کی شہرہ آفاق شرح "کشف الباری عما فی صحیح البخاری" کی ترتیب وتحقیق کے لیے ہمیں حضرت مولانا نورالبشر صاحب حفظہ اللہ نے درج ذیل منہج کا پابند بنایا تھا:

۱......ترجمۃ الباب کے مقصد یا مقاصد کی وضاحت اور تراجم ابواب پر سیر حاصل بحث۔

۲......ربطِ ابواب وذکرِ مناسبت۔

۳......حدیث باب کا ترجمہ۔

۴......حدیث باب کی امہاتِ ستہ سے تخریج۔

۵......رواۃِ حدیث کا جامع تعارف، خاص طور پر ان کی توثیقات وتعدیلات کا ذکر، اسی طرح اگر ان پر ائمہ کا کلام ہو تو اس کا تذکرہ، اگر بلا تکلف وتعسف دفاع ہو سکے تو دفاع ورنہ کم از کم صحیح بخاری میں ایسے متکلم فیہ راوی کے مندرج ہونے کا عذر۔

۶......سندِ حدیث پر محدثانہ کلام۔

۷......متنِ حدیث پر محدثانہ گفتگو۔

۸......شرحِ حدیث میں ملحوظ امور: دیگر طرقِ حدیث میں وارد الفاظ مختلفہ لا کر تشریح کریں۔

۹......نحوی، صرفی، بلاغی اور اعرابی حیثیت سے تحقیق وتشریح کریں۔

۱۰......فقہی مذاہب کی (اصحابِ مذاہب کی کتب سے) تنقیح اور حوالہ۔

۱۱......دلائل فقہیہ کا التزام۔

۱۲......حنفی مذہب کو مدلل اور مبرہن کرنا اور وجوہِ ترجیح مذہب حنفیہ کا التزام کرنا۔

۱۳......حدیث شریف کی ترجمۃ الباب سے مطابقت۔

۱۴......متابعات وشواہد بخاری کی تخریجات۔

۱۵......واضح رہے کہ حوالہ جات وتعلیقات میں ان امور کو خاص طور پر ملاحوظ رکھا جائے: کتب حدیث کا حوالہ جہاں جلد، صفحات کے ساتھ دیا جائے وہاں کتاب، باب اور رقم الحدیث ضرور ذکر کیے جائیں۔

۱۶......حدیث باب کی تخریج امہاتِ ستہ سے خاص طور پر کی جائے، اگر امام بخاری اس حدیث میں متفرد ہوں تو

کسی معتمد مصنف کا ضرور حوالہ دیا جائے اور اس سلسلہ میں فتح الباری اور عمدۃ القاری کے ساتھ ساتھ تحفۃ الاشراف سے مدد لی جائے۔

۱۷......متن میں جس کتابِ حدیث کا حوالہ آجائے اور وہ کتاب دار التصنیف میں موجود ہو اور آسانی سے مل سکتی ہو تو اس کی مراجعت کر کے حوالہ ثبت کیا جائے، ورنہ بدرجہ مجبوری ثانوی مراجع مثلا: فتح الباری وغیرہ کا حوالہ دیا جائے۔

۱۸......تعلیقات بخاری کے سلسلہ میں " تغلیق التعلیق " سے ضرور استفادہ کیا جائے۔

۱۹ ...... رواۃ کے سلسلہ میں عام شروحِ حدیث کا حوالہ کے بجائے اسماء الرجال کی معتبر کتابوں کا حوالہ دیا جائے۔

۲۰ ......لغوی تحقیقات کے لیےلغاتِ حدیث اور عام بڑی لغت کی کتابوں مثلا: تاج العروس، لسان العرب، المصباح المنیر اور المغرب وغیرہ کوترجیح دی جائے۔

۲۱ ......اعرابی، نحوی وصرفی تحقیقات کے لیے کتبِ نحو وصرف اور خاص طور سے شروح حدیث سے استفادہ کیا جائے۔

۲۲......فقہی مذاہب ودلائل کے لیے ہر مکتبہ فکر کی اپنی کتابوں کو ملحوظ رکھا جائے۔

۲۳......حدیثی مباحث اور محدثانہ کلام کے لیے شروحات کے ساتھ ساتھ علل حدیث پر لکھی گئی کتابوں کی طرف رجوع کیا جائے۔

۲۴......معاصر تقاریر پر سرسری استفادہ کی حد تک تو اعتماد ہو لیکن حوالہ جاتی اعتماد ہرگز نہ کیا جائے۔

۲۵......ما یستفاد من الحدیث کا شراح حدیث کے کلام کی روشنی میں تذکرہ کیا جائے۔

۲۶ ......اسی طرح کسی حدیث پر فقہی وکلامی مباحث کو بھی مکرر نہ لکھا جائے، الا یہ کہ کسی جگہ ناگزیر ہو تو پہلی جگہ کا حوالہ بھی ذکر کریں۔

۲۷......حدیث شریف سے متعلق کون سے مباحث ذکر کرنے ہیں ان کی تعیین اکابر کی شروحات وتقاریر کو سامنے رکھ کر کی جاسکتی ہے۔(۸)۔

ہمارے خیال میں ڈاکٹر نزار ریان صاحب رحمہ اللہ کے منہج کی اہمیت وافادیت اپنی جگہ مسلم ہے، جب کہ اس کے ساتھ مولانا نور البشر صاحب حفظہ اللہ کا منہج بھی انتہائی اہم اور مفید ہے، بلکہ بعض مباحث کے اعتبار سے اول الذکر کے مقابلہ میں جامع اور اوسع ہے، حدیث شریف کے مدرسین اور شرح حدیث کے عنوانات پر تحقیقی کام کرنے

والے محققین ان دونوں مناہج کو پیش نظر رکھیں تو مفید رہے گا۔

دوسرا طریقہ: مقاماتی یا قولہ کے عنوان سے شرح:

اس طریقے کے مطابق شارح سندِ حدیث یا متنِ حدیث کی معین جگہوں سے شرح کرتا ہے اور تشریح سے پہلے " قولہ " لکھ کر سند یا متن کا کچھ حصہ ذکر کرتا ہے پھر مذکورہ لفظ یا عبارت کی مختلف جوانب سے شرح کرتا ہے، اگرچہ موضوعات مختلف ہی کیوں نہ ہوں، اس سے یہ طریقہ سابق میں مذکورہ طریقہ (یعنی موضوعاتی شرح) سے جدا ہو جاتا ہے، کیوں کہ اس موضوعاتی طریقہ میں شرح کے موضوعاتی مباحث کی رعایت رکھی جاتی ہے، جب کہ اس طریقہ میں ایسا نہیں کیا جاتا ہے۔(۹)

جن شروحات میں یہ منہج وطریقہ اختیار کیا گیا ہے ان میں خطابی کی **"معالم السنن فی شرح أبی داود"**، مازری کی **"المعلم بفوائد مسلم"**، قاضی عیاض کی **" إكمال المعلم "** اور حافظ ابن حجر عسقلانی کی **"فتح الباری"** ودیگر بہت ساری شروحات شامل ہیں۔

عام طور سے متقدمین اور متاخرین کی شروحات میں اسی منہج کو اختیار کیا گیا ہے۔(۱۰) اس طریقہ میں مکمل متن کے لکھنے کا التزام نہیں کیا جاتا ہے، جن مقامات کی شرح مقصود ہوتی ہے ان کو ذکر کیا جاتا ہے، کبھی بعض ناسخ وکاتب لائن دار یا حاشیہ میں مکمل متن کو لکھتے ہیں، اس کے مفید ہونے سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے۔(۱۱) پہلے والے طریقہ یعنی موضوعاتی شرح میں بھی متن کے لکھنے کا التزام نہیں کیا جاتا ہے، اگرچہ شروحات میں عام طور سے اس کا التزام کیا گیا ہے۔

تیسرا طریقہ: شرحِ مزجی یعنی متن اور شرح کو باہم ملا کر شرح کرنا:

اس طریقہ شرح میں حدیث کے متن اور سند کو ان کی شرح کے ساتھ باہم ملا کر ذکر کیا جاتا ہے، تفصیل اس کی یہ ہے کہ شارح حدیث کی سند یا متن کا کچھ حصہ بایں طور ذکر کرتا ہے کہ اس سے پہلے یا بعد میں اپنا کلام یعنی شرح ذکر کرتا ہے اسے جب متن کے ساتھ ملا کر پڑھا جاتا ہے تو معنی واضح ہو جاتا ہے، خواہ شارح کا کلام جسے وہ متن سے پہلے یا بعد میں ذکر کرے کتنا ہی طویل کیوں نہ ہو، اس لیے کہ شارح اس بات کی پوری کوشش کرتا ہے کہ متن کی عبارت سے پہلے یا بعد میں جو شرح ذکر کی جائے وہ ایک ہی سیاق میں متن کی عبارت سے مربوط ہو۔(۱۲)

متن اور شرح کے درمیان تمیز کیلیے حرف "م" سے متن اور حرف "ش" سے شرح کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے، یا متن کو قوسین کے درمیان لکھا جاتا ہے، یا متن کو شرح کی بنسبت بڑے خط میں لکھا جاتا ہے، یا متن اور شرح دونوں کو

الگ الگ رنگوں میں لکھا جاتا ہے، یا اس کے علاوہ شراح جس طریقہ کو متن اور شرح میں تمیز کے لیے استعمال کریں، یہ طریقہ متن اور شرح میں خلط اور غلطی سے محفوظ نہیں۔ (۱۳)

جن شروحات میں مذکورہ طریقہ ومنہج اختیار کیا گیا ہے ان میں علامہ قسطلانی کی شرح "**إرشاد الساری إلی شرح صحیح البخاری**" بھی ہے۔

حواشی وحوالہ جات

(۱) دیکھیے: کشف الظنون: ۲۹/۱،ان سے پھر علامہ صدیق حسن خان نے "أبجد العلوم": ۱۹۱/۱ میں، علامہ مبارک پوری نے "تحفۃ الأحوزی" کے مقدمہ، ص: ۱۷۱ میں اور شیخ احمد معبد نے ابن سید الناس کی کتاب "النفع الشذی فی شرح جامع الترمذی" کے مقدمہ: ۸۶/۱-۹۲ میں نقل کیا ہے، ان میں آخری کتاب میں اس حوالہ سے جامع اور بہترین گفتگو کی گئی، اس لیے کہ کشف الظنون میں اگرچہ اسے شروح حدیث کے بعض اقسام کی مثال کے طور پر بیان کیا ہے لیکن شیخ احمد معبد نے اس سے عمومی طور پر تمام مناہج مراد لیے ہیں اور اس سے ابتدائی شرح مراد نہیں لی، اگرچہ ان دونوں کے درمیان ایک گونہ مشابہت پائی جاتی ہے، کشف الظنون سے نقل کرنے والوں نے اس فرق کو ملحوظ نہیں رکھا ہے۔

(۲)**الجامع لأخلاق الراوی وآداب السامع**: ۳۰۳/۲۔اس کلام کو ڈاکٹر نزار ریان رحمہ اللہ نے صحیح مسلم پر اپنی شرح "**إمداد المنعم شرح صحیح الإمام مسلم**" کے اوائل: ۵۱/۱ میں نقل کیا ہے، انہوں نے اس اسلوب کو پسند کر کے اور بنیاد بنا کر مقدمہ کی شرح مکمل کر لی ہے۔

(۳) دیکھیے مذکور کتاب: ۶/۱

(۴) التوضیح: ۳۳۶، ۳۳۷/۱

(۵) دیکھیے: **إمداد المنعم**: ۱۵/۱، اور اس کے بعد کے صفحات، ڈاکٹر نزار اور دیگر معاصرین نے اس انداز ومنہج کو تجزیاتی گفتگو سے تعبیر کیا ہے، اس میں اور ہمارے ذکر کردہ موضوعاتی شرح میں صرف بعض اسنادی ومتنی مباحث میں توسع اور بعض ایسی چیزوں کے اضافہ کے علاوہ کچھ فرق نہیں جن کا اصل شرح سے کوئی تعلق نہیں، ڈاکٹر نزار ریان پہلے ان مباحث کی پندرہ (۱۵) اقسام بیان کیا کرتے تھے، جیسا کہ ان کی کتاب "**الحدیث الشریف دراسة فی الفقه وفقه الدعوة والسیاسة الشرعیة**" میں آپ ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

(۶) إمداد المنعم، ص: ۵۰

(۷) مقدمۃ النفح الشذی: ۱/۹۱

(۸) دیکھیے: کشف الباری عمافی صحیح البخاری، کتاب الغسل، سخن ہائے گفتنی، ص:۱۰).

(۹) مقدمۃ النفح الشذی: ۱/۹۱

(۱۰) کشف الظنون: ۱/۲۸ کی نوع ثالث میں (شرح مزجی) کے بارے میں لکھا ہے کہ اکثر متاخر محقق شراح کا یہ طریقہ ہے، ان سے "أبجد العلوم" (۱/۱۹۲) اور "تحفۃ الأحوذی" (ص:۱۷۱) کے مصنفین نے یہی بات نقل کی ہے، لیکن یہ بات محل نظر ہے، اکثر شروحات کا منہج وہی ہے جو ہم نے متن میں بیان کر دیا ہے۔

(۱۱) کشف الظنون: ۱/۲۹

(۱۲) مقدمۃ النفح الشذی، ص:۹۲.

(۱۳) کشف الظنون: ۱/۲۹

آدھے صفحے کا اشتہار

شخصیت

حضرت مولانا افتخار احمد اعظمی رحمۃ اللہ علیہ

ڈاکٹر مولانا خلیل احمد اعظمی صاحب

استاذ...... جامعہ دارالعلوم کراچی

والد ماجد حضرت مولانا افتخار احمد اعظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمیں اور ہزاروں شاگردوں کو سوگوار چھوڑ کر شب جمعرات ۲۳ دسمبر ۲۰۲۱ء (۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۳ھ) اس دار فانی سے ہمیشہ کے لئے کوچ کر گئے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمتوں میں ڈھانپ لے اور جنت الفردوس عطا فرمائے...... آمین!

آپ ۱۹۴۲ء میں ہندوستان کے صوبے اتر پردیش (یوپی) کہ مردم خیز علاقے اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے، پرائمری تک تعلیم مقامی اسکول میں حاصل کی ۱۹۵۵ء میں ہجرت کر کے اپنے والد جناب کبیر احمد صاحب کے ہمراہ پاکستان تشریف لائے۔ دادا مکرم عالم نہیں تھے لیکن حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ کے صحبت یافتہ تھے اس لئے ان کی خواہش تھی کہ والد صاحب دینی تعلیم حاصل کریں چنانچہ آپ نے ابتدائی دینی تعلیم کراچی اور لاہور کے کچھ مدارس میں حاصل کی اور ۱۹۵۹ء میں جامعہ دارالعلوم کراچی میں داخل ہوئے۔ ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۹۶۳ء میں درس نظامی کی تکمیل کر کے فارغ التحصیل ہوئے۔

آپ کے ممتاز اساتذہ میں مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی، حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب، حضرت مولانا اکبر علی صاحب سہارنپوری، حضرت مولانا قاری رعایت اللہ صاحب، حضرت مولانا سحبان محمود صاحب، حضرت مولانا شمس الحق صاحب، حضرت مولانا بدیع الزمان صاحب، اور حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب زید مجدہم شامل ہیں۔

فارغ التحصیل ہونے کے بعد جامعہ دارالعلوم کراچی ہی میں تدریس کا آغاز کیا۔ ۱۹۷۱ء میں ہمارے نانا حضرت مولانا عبدالواحد صاحب رحمۃ اللہ علیہ (شاگرد حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، خلیفہ اجل حضرت مولانا حماد اللہ ہالیجویؒ) کے اصرار پر اپنے مشفق استاد اور مربی و محسن حضرت مفتی محمد شفیع صاحب سے اجازت لے کر اور جامعہ دارالعلوم کراچی سے رخصت لے کر جامعہ حمادیہ شاہ فیصل کالونی کراچی کے قیام اور اس کی تعمیر و ترقی میں ان کے

دست و بازو بنے اور اس دوران بخاری شریف کے علاوہ تمام کتب حدیث، تفسیر، فقہ اور دیگر علوم وفنون کی کتابیں بڑی محنت سے پڑھائیں اور نظامت کے گراں قدر بوجھ کے ساتھ تدریس میں بھی اپنا لوہا منوایا۔ ۱۹۸۹ء میں بعض نامساعد حالات پیش آنے کی وجہ سے اپنے استاذ و شیخ حضرت مولانا سحبان محمود صاحب کے ایماء پر جامعہ حمادیہ سے واپس اپنی مادرِ علمی جامعہ دارالعلوم کراچی تشریف لائے اور تادم واپسیں اسی سے وابستہ رہ کر اسی کی گود میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سوگئے۔ جامعہ سے دوبارہ وابستگی کے بعد اگلے سال ہی اکابر جامعہ نے دیگر اسباق کے ساتھ دورہ حدیث شریف کے اسباق بھی سپرد فرمائے اور الحمدللہ وفات سے تقریباً ایک مہینہ پہلے تک بڑی محنت اور جانفشانی کے ساتھ تشنگان علم کو فیضیاب فرماتے رہے اور رائج الوقت علوم وفنون کی دقیق سے دقیق کتابیں اور کتب تفسیر میں جلالین شریف اور بیضاوی شریف اور کتب حدیث میں صحیح مسلم، سنن ابی داؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، موطاء امام مالک اور شرح معانی الآثار زیر درس رہیں۔

اللہ تعالی نے انتظامی صلاحیتیں بھی خوب عطا فرمائی تھیں، اپنے ہاتھوں سے ہر کام خود انجام دینے اور دوسروں سے کام لینے کا بھی خوب سلیقہ حاصل تھا، حضرت رئیس الجامعہ و نائب رئیس الجامعہ زید مجدہما نے جب بھی دارالعلوم کی خدمت کے حوالے سے کوئی کام سپرد فرمایا اسے حتی الامکان احسن طریقے سے انجام دینے کی کوشش فرمائی، جامعہ کے مطبخ و مطعم اور دارالقرآن کے ناظم تھے اور ان دونوں شعبوں کو الحمدللہ کمال تک پہنچایا اور تمام مدارس دینیہ کے لئے مثال بنایا۔

اپنی تمام تر انتظامی اور تدریسی مصروفیات کے باوجود تزکیہ نفس کے فریضے سے غافل نہیں رہے، شروع میں اپنے سسر حضرت مولانا عبدالواحد صاحبؒ رئیس جامعہ حمادیہ کی رفاقت میں ہالیجیؒ شریف، پنوں عاقل، سندھ حاضری کا شرف حاصل ہوا، وہاں حضرت مولانا حماد اللہ صاحب ہالیجویؒ کے صاحبزادے حضرت مولانا حافظ محمود اسد سے چند ملاقاتوں کے بعد اصلاحی تعلق قائم کیا اور سلسلہ قادریہ میں ذکر و اذکار کے کچھ اسباق حاصل کیے، ان کی وفات کے بعد حضرت مولانا مسیح اللہ خان جلال آبادیؒ سے اصلاحی تعلق کی تجدید کی، تھوڑے ہی عرصے میں ان کی وفات ہوگئی، پھر اپنے مربی و مشفق استاذ حضرت مولانا سحبان محمود صاحب سے تعلق رہا۔ ان کی وفات کے بعد شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی زید مجدہم کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا اور ان تمام چشموں سے فیض یاب ہوتے رہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت والد صاحبؒ کو عبادت کا خاص ذوق عطا فرمایا تھا، ہم نے جب سے ہوش سنبھالا انہیں اخیر شب تہجد، ذکر اور قرآن کریم کی تلاوت میں مشغول پایا، قرآن پاک سے خصوصی تعلق تھا، صرف تلاوت ہی نہیں بلکہ سالہا سال سے کسی حافظ قرآن طالب علم کو روزانہ سنانے اور طویل نوافل میں وہی پارے پڑھنے کا معمول تھا، عصر

سے عشاء دار العلوم کی مسجد ان کی تلاوت سے آباد رہتی، مغرب کی نماز کے پون گھنٹے بعد دورہ حدیث شریف کے سبق میں تشریف لے جاتے اور واپس مسجد آ جاتے۔ سالانہ تعطیلات میں قرآن کریم کے علاوہ ان کا کوئی مشغلہ نہیں ہوتا تھا، رمضان المبارک میں روزانہ ایک قرآن کریم ختم کرنے کا معمول تو آخر تک رہا۔

الحمداللہ خود بھی دین کی خدمت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا اور اپنی اولاد کے لئے بھی اسی راستے کا انتخاب فرمایا، چار بیٹوں اور تین بیٹیوں میں سے چھ کو حفظ قرآن کی دولت سے مالا مال کیا اور الحمداللہ سبھی کو دینی علوم سے آراستہ کیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے لیے صدقہ جاریہ بنائے اور ان کے فیوض و برکات سے ہمیں محروم نہ فرمائے۔

۳ شوال ۱۴۴۲ھ کو احقر کی جواں سال بیٹی کا شادی کے صرف تین مہینے بعد ایک حادثہ میں انتقال ہو گیا، اس صدمہ کا والد صاحبؒ پر بڑا اثر ہوا، کچھ دن بعد بخار میں مبتلا ہوئے پھر مختلف امراض کا شکار ہوتے رہے اور بالآخر انہی عوارض میں راہی ملک عدم ہو گئے۔ حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب زید مجدہم نے نماز جنازہ پڑھائی اور اپنی نگرانی میں تدفین کروائی اور سرہانے سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات پڑھ کر حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب زید مجدہم نے نماز جنازہ پڑھائی اور اپنی نگرانی میں تدفین کروائی اور سرہانے سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات پڑھ کر اپنے شاگرد، دیرینہ رفیق اور دار العلوم کے مخلص خادم کو رخصت کیا۔

انا للّٰہ و انا الیہ راجعون اللّٰھم لا تحرمنا اجرہ و لا تفتنا بعدہ.

اختصار کے ساتھ یہ کچھ بے ربط سی باتیں بندے نے جلدی میں تحریر کر دی ہیں، صدمہ کا دل و دماغ پر انتہائی اثر ہے اور تعزیت کے لئے آنے والے والد صاحبؒ کے شاگردوں، متعلقین اور محبین کا ہجوم بھی ہے، سر دست اس مختصر تحریر پر اکتفا کرتا ہوں، قارئین سے والد صاحب کے لئے دعائے مغفرت اور حسب توفیق ایصال ثواب کی درخواست ہے۔

☆......☆......☆

خدمات وفاق المدارس کنونشن کراچی

رپورٹ: محمد احمد حافظ

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے زیر اہتمام ۵ر جنوری ۲۰۲۱ء کو دارالعلوم کراچی میں صدر وفاق المدارس مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم العالیہ کی صدارت میں ''خدمات مدارس دینیہ کنونشن'' منعقد ہوا۔ اس کنونشن میں کراچی بھر سے مسئولین وفاق، سترہ سو سے زائد دینی مدارس کے مہتممین اور کئی جید اساتذہ نے بھرپور شرکت کی۔ اس موقع پر وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے تحت سالانہ امتحانات میں پوزیشن حاصل کرنے والے ایک سو چھ طلبہ وطالبات کو انعامات اور اعزازی شیلڈز بھی دی گئیں۔ اسی طرح جن مدارس کے طلبہ نے امتیازی نمبرز حاصل کیے تھے ان مدارس کو بھی اعلیٰ کارکردگی پر یادگاری شیلڈز دی گئیں۔

پروگرام کے آغاز سے قبل گزشتہ شب کراچی میں شدید بارش ہوئی تھی، اس وجہ سے کئی فلائٹیں کینسل ہوگئی تھیں، حتیٰ کہ ملتان سے ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہم پروگرام میں شرکت کے لیے تشریف نہیں لا سکے۔ خدشہ تھا کہ موسم کی خرابی بدستور جاری رہی تو کنونشن ملتوی کرنا پڑ جائے گا، مگر بارش رات ہی تھم گئی، موسم خوشگوار ہوگیا اور پروگرام اپنے شیڈول کے مطابق شروع ہوا......الحمد للہ!

دارالعلوم کراچی میں مہمانوں کی رہنمائی کے لیے کراچی کے تمام اضلاع کے لیے الگ الگ کاؤنٹر قائم کر دیے گئے تھے، جہاں مولانا عبدالرزاق زاہد، مولانا مفتی اکرام الرحمٰن، مولانا عبید الرحمٰن چترالی، مولانا قاسم عبداللہ اور مولانا عبدالجلیل آنے والے مہمانوں کا استقبال کر رہے تھے۔

وفاق المدارس صوبہ سندھ کے ناظم حضرت مولانا امداد اللہ یوسفزئی اور جامعہ دارالعلوم کراچی کے ناظم تعلیمات مولانا راحت علی ہاشمی نے کنونشن کے آغاز سے قبل تمام انتظامات کا جائزہ لیا اور مناسب ہدایات بھی دیں۔

کنونشن کا آغاز صبح دس بجے ہوا، دارالعلوم کے طلبہ نے تلاوت، نعت ونظم اور ترانہ وفاق پیش کیا۔ صدر وفاق **حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم** نے اپنے کلیدی خطاب میں وفاق المدارس اور دینی مدارس کے کردار ومقاصد پر روشنی ڈالی، اور علماء کو ان کی حقیقی ذمہ داریوں پر متوجہ کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''اس طرح کا پروگرام منعقد کرنا جس میں تمام مدارس کے مہتممین جمع ہوں معمولی بات نہیں۔ اس کا سہرا وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سر ہے؛ کہ اللہ تعالیٰ نے اس وفاق کو ایسا سائبان بنایا ہے جس میں ہم اکٹھے ہو کر صرف اور

صرف دین کے فروغ کی بات کرتے ہیں، اور اپنی خدمات کے لیے باہم مل کر ایک دوسرے کے تجربوں اور مشوروں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

آپ نے دینی تعلیم اور تربیت کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: دینی مدارس کے مقاصد میں محض تعلیم شامل نہیں بلکہ ان میں زیرِ تعلیم طلبہ کی تربیت بھی شامل ہے، اور دینی تعلیم کا مقصد دنیا کمانا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہے، ایک طالب علم کو اپنی ساری توجہات کا مرکز علم کو بنانا چاہیے، اور طلب علم کے سوا دوسرے تمام مشغلوں سے اپنے آپ کو ہٹا کر اپنی ساری توجہ طلب علم پر صرف کرنی چاہیے۔ علم اپنا حریف یا رقیب برداشت نہیں کرتا، آدمی یہ بھی چاہے کہ میں طالب علم بنوں اور یہ بھی چاہے کہ میں دنیا حاصل کروں ...... تو یہ نہیں ہوسکتا۔ طلب یا دنیا کی ہوگی یا علم کی ہوگی۔ اور علم صرف جان لینے کا نام نہیں؛ بلکہ اس علم پر عمل اور اس علم کے تقاضوں کو نبھانا؛ یہ بھی طلب علم میں شامل ہے۔ اور طلب علم یہ نہیں کہ درس نظامی ختم تو طلب علم بھی ختم، بلکہ یہ تو مہد سے لے کر لحد تک جاری رہے گی۔ آپ نے درس نظامی مکمل کرلیا۔ اس کا مطلب ہے کہ انسان میں اتنی استعداد پیدا ہوگئی ہے کہ وہ اس کے ذریعے اپنے علم میں ترقی کرسکتا ہے۔ دینی مدارس کے خلاف ہونے والی سازشوں کا ہم نے باہم مل کر مقابلہ کرنا ہے، ان شاء اللہ نصرت الٰہی ہمارے ساتھ شامل ہے، اور الحمدللہ ایسے آثار ہیں کہ ہماری جدوجہد کامیابی سے ہمکنار ہوگی۔ حضرت صدر وفاق المدارس نے اپنے خطاب کے آخر میں مدینہ مسجد طارق روڈ کے بارے میں فیصلہ پر تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ چالیس سال سے قائم مدینہ مسجد کو گرانے کا فیصلہ جو دیا گیا، یہ ایسا فیصلہ ہے جس سے ہر مسلمان کا دل رنجیدہ ہوا ہے، اس فیصلے میں بعض قانونی نکات کا لحاظ نہیں کیا گیا، اس طرح کے دس فیصلے بھی آجائیں ہماری قوم تسلیم نہیں کرے گی، خدانخواستہ اس فیصلے کو برداشت کرلیا گیا تو نجانے یہ سلسلہ کہاں تک جائے گا۔''

وفاق المدارس کے سینئر نائب صدر **شیخ الحدیث مولانا انوار الحق حقانی مدظلہم** نے اپنے خطاب میں کہا کہ:

''آزادی اور حریت پر مبنی مدارس صرف پاکستان میں ہیں، دنیا کے دیگر ممالک میں جو بھی مدارس ہیں ان کو آزادی نہیں، الحمدللہ مدارس دینی اقدار اور شعائر کی حفاظت کا فریضہ بھی انجام دے رہے ہیں، پاکستان کے دینی مدارس ملک کے اسلامی تشخص و نظریات کے ساتھ جغرافیائی حدود کے بھی محافظ ہیں۔''

وفاق المدارس کے نائب صدر **مولانا سعید یوسف مدظلہم** نے اپنے خطاب میں کہا کہ:

''پاکستان میں دینی مدارس کا مستقبل نہایت روشن ہے، عصری تعلیمی اداروں میں ایسا کوئی معیاری ادارہ نہیں جہاں باہر سے آکر لوگ تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہوں مگر پاکستان کے دینی مدارس کا تعلیمی معیار اتنا بلند ہے کہ بیرون ملک سے طلبہ یہاں آکر تعلیم حاصل کرنے کو فخر تصور کرتے ہیں، دینی مدارس کی یہی کامیابی اغیار کو کھٹکتی ہے انہوں نے دینی

مدارس نشانہ بنانے کیلئے پہلے ترغیب کا ہتھیار استعمال کیا کہ مدارس ان کے جال میں پھنس جائیں لیکن جب اس میں کامیاب نہیں ہوئے تو ترہیب یعنی ڈرانے دھمکانے کا ہتھیار استعمال کیا اس میں بھی ناکام ہوئے تو تشکیک اور تفریق کا ہتھیار استعمال کیا مگر ان شاءاللہ مدارس دشمنوں کے تمام ہتھکنڈے ناکام ہونگے۔''

وفاق المدارس صوبہ سندھ کے ناظم **حضرت مولانا امداداللہ یوسف زئی مدظلہم** نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ:

''وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے اس مبارک سلسلے کو ہمارے بزرگوں نے بری محنتوں اور جانفشانیوں سے ہم تک پہنچایا ہے۔آج بھی جب حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے بینات میں لکھے گئے اداریوں کو دیکھا جاتا ہے، ان اداریوں میں آپ جو حالات لکھتے ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے ہی حالات کی عکاسی کرتے ہیں۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں پھول ہوں وہاں کانٹے بھی ہوتے ہیں۔ یہ دنیوی نظام میں غمی اور خوشی کا تسلسل اللہ تعالیٰ کے نظام کے تحت چلا آرہا ہے۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ اللہ نے ہمیں ایسے اکابر دیے جنہوں نے وفاق المدارس کو اپنے ادارے سے بڑھ کر اہمیت دی ہے۔ وفاق المدارس اور دینی مدارس کی خدمات کسی بیان کی محتاج نہیں، وفاق المدارس کی قیادت مدارس کی نگہبانی اور تحفظ کیلئے ہمہ وقت متحرک اور فکرمند ہے، ہم نصاب تعلیم سے لیکر مدارس کے تحفظ تک ہر سطح کی آزمائشوں میں ان شاءاللہ ثابت قدم رہیں گے۔''

رکن مرکزی مجلس عاملہ وفاق **مولانا ناصر محمود سومرو** نے اپنے خطاب میں کہا کہ:......''پاکستان میں اغیار کا منصوبہ ہے کہ یہاں سے اسلامی تہذیب وتمدن کا خاتمہ ہو، یہاں سے مدارس کا خاتمہ ہو مگر ہم ان شاءاللہ اغیار کے کسی منصوبے کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے، دینی مدارس کا ہر صورت میں تحفظ کریں گے۔''

کنونشن میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سرپرست مفتی اعظم پاکستان **حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی** دامت برکاتہم العالیہ پیرانہ سالی اور ضعف کے باوجود تشریف لائے اور اپنے مختصر پیغام میں مدارس کے ذمہ داران کو متوجہ کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''طلبہ ہمارے مستقبل کا عظیم سرمایہ ہیں، ان کی تعلیم کے ساتھ تربیت میں کمی کسی بھی صورت میں نہ آنے دی جائے۔''

کنونشن سے مولانا عبدالستار مہتمم جامعہ بیت السلام، مولانا مفتی زبیر اشرف عثمانی نائب مہتمم جامعہ دارالعلوم کراچی، مولانا راحت علی ہاشمی ناظم تعلیمات جامعہ دارالعلوم کراچی نے بھی خطاب کیا۔ جبکہ مولانا حکیم محمد مظہر، مولانا قاری حق نواز، مولانا عبدالرزاق زاہد، مولانا اورنگزیب فاروقی، مولانا قاری محمد عثمان، مولانا مفتی اکرام الرحمٰن، مولانا عبیدالرحمٰن چترالی، مولانا منظور احمد، مولانا قاسم عبداللہ، مولانا محمد الیاس مدنی، مولانا اظہار الحق، ڈاکٹر نصیرالدین سواتی، مفتی عبدالحمید سمیت سینکڑوں علماء نے شرکت کی۔ کنونشن کا اختتام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم کی دعا پر ہوا۔

کوئٹہ: خدماتِ وفاق کنونشن وتقریبِ تقسیمِ انعامات

(صوبہ بلوچستان کے مدارس اور جامعات کا اجتماع)

رپورٹ: مولانا سید عبدالرحیم حسینی
ناظم تعلیمات: جامعہ دارالعلوم چمن

وفاق المدارس کی مجلس عاملہ کے فیصلے کے مطابق جامعہ امدادیہ کوئٹہ بلوچستان میں خدمات وفاق کنونشن منعقد ہوا۔اس موقع پر وفاق کے سالانہ امتحانات میں پوزیشن حاصل کرنے طلبہ وطالبات میں انعامات بھی تقسیم ہوئے۔اس شاندار تقریب کی روداد پیش خدمت ہے:

حضرت مولانا صلاح الدین ایوبی صاحب دامت برکاتہم (ناظمِ بلوچستان، وفاق) نے کنونشن کی ترتیب کیلئے صوبہ بھر کے مسؤلین کا اجلاس ۲۸ر دسمبر ۲۰۲۱ء کوکوئٹہ میں بلایا، اس اجلاس میں پروگرام کو احسن طریقے پرانجام دینے کیلئے کئی کمیٹیاں تشکیل دی گئیں اور ہرایک کی ذمہ داریاں متعین کی گئیں۔

۵ر جنوری ۲۰۲۲ء بروز بدھ جامعہ امدادیہ کوئٹہ میں حضرت ناظم بلوچستان مولانا صلاح الدین ایوبی صاحب مدظلہم نے دوبارہ تمام مسؤلین بلوچستان بشمولِ حضرت قاری نورالدین صاحب مہتمم جامعہ امدادیہ کوئٹہ کا اجلاس بلاکر پروگرام کو حتمی شکل دی۔جمعرات کی رات کو دفترِ وفاق کا وفد:

(1) حضرت مولانا عبدالمجید صاحب، ناظمِ دفترِ وفاق۔
(2) جناب عبدالمتین صاحب، معاون ناظم دفترِ وفاق
(3) جناب چوہدری ریاض صاحب، محاسبِ دفتر وفاق

تشریف لائے اوران کے ہم سفر حضرت مولانا عبدالمنان صاحب، لورلائی (رکن مجلس عاملہ وفاق) تھے اس وفد نے تقریب کے ہال کا معائنہ کیا اور اطمینان کا اظہار کیا۔

صبح ۶ر جنوری ۲۰۲۲ء اکابرین وفاق شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ صدر وفاق، حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری صاحب ناظم اعلیٰ وفاق، حضرت مولانا امداداللہ صاحب ناظمِ صوبہ سندھ، وفاق؛ کے استقبال کیلئے حضرت مولانا صلاح الدین ایوبی صاحب ناظم بلوچستان بشمولِ علماءِ کرام کوئٹہ ایرپورٹ پہنچے اوران کا پرتپاک استقبال کیا۔

سٹیج کے ذمہ داران:

(1) حضرت مولانا عبدالرحمن رفیق صاحب، مہتمم جامع محمدی مسجد کوئٹہ۔ (2) حضرت مولانا عبداللہ صاحب، ناظم تعلیمات جامعہ رحیمیہ، کوئٹہ۔ (3) سید عبدالرحیم حسینی، ناظمِ تعلیمات جامعہ دارالعلوم چمن

نے صبح 10 بجے پروگرام کا آغاز کیا (زیرِ صدارت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالستار شاہ صاحب زید مجدہم، سرپرستِ وفاق المدارس و رکن مجلس عاملہ) تلاوتِ قرآن پاک (تلاوت: قاری عبدالرحمن عابد کی، تلاوت کے بعد حضرت مولانا داؤد شاہ صاحب، حضرت مولانا رمضان مینگل صاحب، حضرت مولانا حسین احمد شرودی صاحب، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالستار شاہ صاحب، حضرت مولانا قاری مہراللہ صاحب (ادام اللہ فیوضہم) نے بالترتیب اہم اور قیمتی بیانات کئے اور سامعین مستفید ہوئے۔

اس کے بعد پوزیشن ہولڈرز طلبہ اور طالبات کے سرپرست حضرات کو انعامی شیلڈ تقسیم کی گئیں، پھر حضرت مولانا صلاح الدین ایوبی صاحب (MNA) ناظمِ وفاق المدارس بلوچستان کا بیان ہوا جس میں حضرت نے فرمایا:

''مغربی دنیا نے دینی مدارس کو مٹانے کا تہیہ کر رکھا ہے اور یہاں کے غلامانہ ذہن رکھنے والوں اور برسرِ اقتدار رہنے والوں نے بھی اس میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، انہوں نے طے کر لیا ہے کہ مدارس کو ملیا میٹ کرنا ہے۔ ہم اپنے مدارس کا دفاع دو ہی صورتوں میں کر سکتے ہیں: ایک آپس کے اتحاد و اتفاق اور اپنے اکابر پر اعتماد سے، دوسرا یہ کہ ہمارے مدارس کو مسلمانوں نے جو امانت جس مقصد کے لیے سپرد کی ہے؛ ہم اس امانت میں خیانت کا دروازہ نہ کھولیں۔ اگر ہم اس امانت میں شفافیت سے کام لیں تو پھر کوئی خطرے کی بات نہیں ہے۔ آپ کے طبقے کی سب سے بڑی جماعت ......تبلیغی جماعت پروار ہوا اللہ نے بچایا، وفاق المدارس پروار ہوا اللہ نے بچایا۔

علماء کرام! وفاق المدارس اور تبلیغی جماعت کے مراکز کی حفاظت کا ذمہ اللہ نے اٹھایا ہے۔ انہیں کوئی خطرہ نہیں، مگر خطرہ اس وقت ہوگا جب ہم خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی ماریں گے۔ اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم شفافیت سے ہاتھ اٹھا کر دیانت میں خیانت کا دروازہ کھولیں اور اپنے اکابرین کے اعتماد کو توڑ دیں۔ ''

اس کے بعد حضرت مولانا عبدالواسع صاحب دامت برکاتہم (امیر صوبہ بلوچستان جمعیت علماء اسلام پاکستان) کا خطاب ہوا اور حضرت نے فرمایا:

"اس ملک کو حاصل کرنے اور اس کے مقاصد کی بقاء کیلئے دینی مدارس اور اس کی خدمات پوری دنیا میں روزِ روشن کی طرح عیاں ہے، اس کی سلامتی اور بقاء کیلئے مدارس کی خدمات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں"

اس کے بعد حضرت مولانا امداد اللہ صاحب دامت برکاتہم ناظمِ صوبہ سندھ نے خطاب کیا اور فرمایا:

"دینی مدارس اسلام کے قلعے ہیں جس کے ذریعے سے اللہ دین کی خدمت ہم سے کرا رہے ہیں"

اس کے بعد ترجمان المدارس اور مقرر خوش بیان حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری صاحب زید مجدھم ناظمِ اعلٰی وفاق کا بیان ہوا جو کہ چار باتوں پر مشتمل تھا:

(1) مدارس کی خدمات۔(2) وفاق المدارس کی خدمات۔(3) دینی مدارس پر لگائے جانے والیا عتراضات اور الزامات کی حقیقت۔(4) مدارس کیلئے موجودہ دور میں چیلنج

حضرت والا نے ان چار موضوعات پر دلنشین اور ہمہ گیر بیان ارشاد فرمایا اور سامعین سے بے پناہ داد حاصل کی ،ساتھ ہی فرمایا:

"وفاق المدارس ہمارے اکابرین کے اخلاص کا نتیجہ ہے کہ آج وفاق المدارس ایک تناور درخت کی شکل اختیار کر گیا ہے مدارس اور وفاق ہمارے لئے کسی نعمت سے کم نہیں"

حضرت ناظمِ اعلٰی کے اہم بیان کے بعد ارباب مدارس کو انعامی شیلڈ تقسیم کر دئے گئے۔

بعد میں حضرت مولانا عبدالغفور حیدری صاحب (ناظمِ عمومی جمعیت علمائِ اسلام پاکستان) نے تقریر کی اور فرمایا:

"جمعیت اور وفاق شانہ بشانہ مدارس کا دفاع کررہیہیں ،تمام سازشوں کو مشترکہ طور پر ناکام بنائیں گے"

آخر میں حضرت شیخ الاسلام ،فقیہ العصر ،صدر الوفاق مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت فیوضھم الجاریۃ کا مفصل بیان ہوا ،حضرت والا دامت برکاتہم نے فرمایا:

" کہ دنیا میں سب سے اعلٰی تمغہ جو کہ دربارِ رسالت سے ملا ہے وہ ہے: خیرکم من تعلّم القرآن وعلّمہ "

اور مزید فرمایا: ''معیار تعلیم وتربیت کو بلند رکھنے کی ہر ممکن کوشش کریں ،دشمن ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔اس وقت ۲۳ ؍ہزار مدارس وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے ملحق ہیں ،نصرتِ الٰہی ہمارے ساتھ شامل ہوگی ،وفاق المدارس نعمت عظمٰی ہے ،جس کی چھت تلے تمام مدارس متحد ومتفق ہیں'

آخر میں حضرت صدر وفاق دامت برکاتہم العالیہ نے تمام علماء کرام کو اجازت حدیث دی ،بالخصوص حدیث الرحمہ ،المسلسل بالاولیۃ کی بھی اجازت دی۔

(نوٹ: آپ کا بصیرت افروز خطاب آئندہ شمارے میں شائع کیا جائے گا ،ان شاء اللہ)

اس مبارک تقریب کا اختتام دعاءِ خیر سے ہوا ،اللہ تعالٰی ان اکابر کا سایہ خیر وعاطفت تادیر قائم ہو ،وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

تبصرہ کتب

کمالات امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (۳ جلد)

ترتیب وتالیف: مولانا سیف اللہ احمد نقشبندی مجددی۔ صفحات: 1250 (۳ جلد)۔ طباعت: عمدہ ملنے کا پتا: مکتبۃ الفقیر فیصل آباد۔ رابطہ نمبر 0300-9652292

سراج الائمہ حضرۃ الامام الاعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جن کی نسبت سے ہم 'حنفی' کہلاتے ہیں کی شخصیت اور صفات و کمالات اس قدر عالی اور بلند مرتبہ ہیں کہ الفاظ مکمل معنی ومفہوم کے ساتھ ان کی ترجمانی کرنے سے عاجز نظر آتے ہیں۔ آپ کے علمی کمالات، ذہانت وفراست، آپ کی عبادت وریاضت، جودوسخا، تقویٰ، امانت ودیانت، غرض ہر پہلوایسا روشن، معطر، پرکیف اور حیرت زا ہے کہ آدمی انگشت بدنداں رہ جاتا ہے۔

مولانا سیف اللہ نقشبندی مجددی نے سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت وکردار کے تذکرے پر مشتمل یہ کتاب ترتیب دے کر ایک بہت بڑی ضرورت کو پورا کیا ہے، اس کتاب سے جہاں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ علمی عبقریت آشکارا ہوتی ہے وہیں آپ کی حسنِ معاشرت، لوگوں سے لین دین کے معاملات میں صفائی، حکمرانوں کے ہاں کلمہ حق کہنے کی جراءت، فتنہ پردازوں کے دجل وفریب سے امت کو محفوظ رکھنے کی تگ ودو سامنے آتی ہے۔ نیز کتاب کے مطالعے سے آپ کے دور میں لوگوں کے طرز بودوباش اور میلانات ورجحانات کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

''کمالات امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ'' تین جلدوں پر مشتمل ہے، ہر جلد چار سو صفحات سے زائد پر مشتمل ہے۔ تینوں جلدیں ۲۳/ابواب پر مشتمل ہیں، جن میں سیدنا الامام الاعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی، عقائد و نظریات، آپ کی تابعیت، علمی مقام، اساتذہ اور خصوصی تلامذہ کا تذکرہ، آپ کا مذہب، آپ کے اخلاق و عادات، عبادت وریاضت، آپ کی ذہانت وفراست کے ایمان افروز واقعات، آپ کی انفرادی و امتیازی خصوصیات وغیرہ جمع کردی گئی ہیں۔ واقعاتی اسلوب میں جمع کیے گئے باحوالہ مندرجات قاری کو اپنے سحر میں جکڑ لیتے ہیں۔ ایک کتابچہ صرف تقریظات پر مشتمل ہے، جس میں شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی، صدر وفاق المدارس پاکستان، حضرت مولانا ابوالقاسم نعمانی مہتمم دارالعلوم دیوبند، مولانا محمد رابع حسنی ندوی مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنو، حضرت مولانا مفتی احمد خانپوری، حضرت مولانا فضل الرحیم اشرفی، اور کئی دیگر اہل علم وفضل کی تقریظات شامل ہیں، کتاب معنوی خوبیوں کے ساتھ ساتھ ظاہری خوبیوں سے آراستہ ہے، کتابت وطباعت نہایت اعلیٰ معیار کی ہے، جابجا مفید معلوماتی جدول، متعدد علمی اور نسبی شجرے دے کر کتاب کو چار چاند لگادیے گئے ہیں۔ سیدنا الامام

الاعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جیسی بلند مرتبہ شخصیت کا تقاضا بھی یہی تھا کہ آپ سے منسوب کتاب ظاہری شان وشوکت کے ساتھ شائع ہو، تینوں جلدوں کوایک ساتھ بحفاظت رکھنے کے لیے مضبوط کتاب دان کا اہتمام بھی کیا گیا ہے۔

مجلّہ صفدر / علامہ ڈاکٹر خالد محمود نمبر (دوجلد)

مرتب: حمزہ احسانی۔صفحات: جلداول: 832، جلددوم 832۔طباعت: عمدہ۔ قیمت: 1400 روپے۔ ملنے کا پتا: مجلّہ صفدر، مکان نمبر 4، گلی نمبر 82، محمود اسٹریٹ، محلّہ سردار پورہ، اچھرہ لاہور۔رابطہ نمبر 0312-4612774

حضرت مولانا علامہ ڈاکٹر خالد محمود رحمۃ اللہ علیہ عبقری صفت عالم حق تھے۔آپ کو'بحر العلوم' اور'سلطان العلماء' کے لقب سے یاد کیا گیا۔حقیقت یہ ہے کہ آپ آسمانِ علم کے تابندہ ستارے تھے۔آپ محقق، مصنف، مناظر، صاحب نظر عالم تھے۔آپ کی تصانیف مسلک اہل حق کی ترجمان، مؤید اور مصدق ہیں۔آپ جیسی ہمہ گیر اور ہمہ جہت شخصیت کا حق یہ تھا کہ آپ کی یاد میں عظیم الشان یادگار نمبر شائع ہوتا۔مجلّہ صفدر نے اس یادگاری نمبر کا اہتمام کر کے فرض کفایہ ادا کر دیا ہے۔ جاننا چاہیے کہ حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود رحمۃ اللہ علیہ......حضرت مولانا مفتی محمد حسن امرتسریؒ، حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ، حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ، حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، حضرت مولانا عبدالحق (اکوڑہ خٹک) رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے اساطین علم وعمل کے ممدوح اور حضرت مولانا عبدالستار تونسوی، مولانا محمد نافع، مولانا دوست محمد قریشی مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمہ اللہ کے ہم عصر تھے۔

آپ نے چوبیس کے قریب یادگار تصانیف چھوڑیں، ان میں سے ہر تصنیف تحقیق اور احقاق حق کی اعلیٰ ترین دستاویز ہے، خصوصاً آپ کی کتابوں' آثار التنزیل'، ' آثار الحدیث'، ' آثار التشریع'، ' آثار الاحسان'، ' مطالعہ بریلویت'، ' مقام حیاۃ'، وغیرہ ایسی کتابیں ہیں جن کی کوئی دوسری نظیر نہیں ہے، اس کے علاوہ آپ نہ صرف کامیاب مقرر وواعظ تھے بلکہ بلند پایہ مناظر بھی تھے، اہل رفض وبدعت اور قادیانیوں کے خلاف آپ نے مناظرے کر کے انہیں میدان مناظرہ میں مات دی اور کبھی ہارے نہیں۔

مجلّہ صفدر نے تقریباً ساڑھے سولہ سو صفحات پر مشتمل دو ضخیم جلدوں میں حضرت علامہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر یادگاری نمبر نکالا۔اس میں ایسے نادر ونایاب مضامین شایع کیے جو شاید آیندہ کہیں اور دستیاب نہ ہوں گے۔ پاکستان کے شاید ہی کوئی معروف اہل قلم ہوں گے جن کے مضامین اس اشاعت میں شامل نہ ہوں۔ان شاء اللہ اس خاص نمبر کا مطالعہ قاری کے لیے حظِ وافر کا سامان کرے گا۔

ایک صفحے کا اشتہار

ایک صفحے کا اشتہار